

وسیلے کی

شرعی کشت

مصنف لطیف

ملا عبد الحکیم شرف قادری

ناشر

رضوی کتاب گھر غنی نگر بیونڈی ۱

وسیلے کی شرعی حیثیت



تصنیف لطیف

مولانا محمد عبداللطیف شریف قادری

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ناشر

رضوی کتب گاہ

غلی نگر، بھونڈی

حرف آغاز

پیارے اسلامی بھائیو! حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "تم سوادِ اعظم کی پیروی کرو جو اس سے جدا ہوا جہنم میں گیا۔" شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری مفتی مکہ علیہ الرحمہ نے اسی سوادِ اعظم کی تعریف یوں فرمائی ہے کہ سوادِ اعظم سے مراد وہ جماعت ہے جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہو۔ (مرقۃ المفاتیح) سوادِ اعظم کی اہمیت کا اندازہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ پاک سے لگایا جاسکتا ہے: "جس نے جماعت سے بالشت بھر جدائی کی اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا۔" نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمتِ مسلمہ کو سوادِ اعظم سے وابستہ رہنے کی سخت تاکید فرمائی ہے کہ ہر حال میں جماعت اور جمود کے ساتھ رہو۔

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں اعمالِ صالحہ کے علاوہ مقرب اور مقبول بندوں کو دعا کی قبولیت اور حصولِ مقصد کے لئے وسیلہ بنانا بلاشبہ سوادِ اعظم کے نزدیک جائز ہے۔ جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور ائمہ اسلاف و اخلاف سے ثابت ہے۔

حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) جو برصغیر ہند و پاک کی قابلِ قدر علمی شخصیت ہے جنہوں نے اپنی ذات کو مسلکِ حق کی نشر و اشاعت کے لئے وقف کر دیا ہے۔ علامہ موصوف نے پیش نظر کتاب "وسیلے کی شرعی حیثیت" میں سوادِ اعظم کے مسلک کو احادیثِ صحیحہ اور سلفِ صالحین نیز مختلف مکاتبِ فکر کے علمائین کی روشنی میں واضح فرمایا ہے۔

کتاب :	وسیلے کی شرعی حیثیت
تصنیف :	محمد عبدالحکیم شرف قادری
سن اشاعت :	یکم جنوری ۱۹۹۰ء
تعداد اشاعت :	دو ہزار
قیمت :	۶ روپے
ناشر :	رضوی کتاب گھر بھونڈی

ملنے کے پتے

- ۱) رضوی کتاب گھر پوسٹ بکس ۱۵، انجینئنگ بھونڈی ضلع تنہ ۲۲۱۳۰۲ مہاراشٹر
 - ۲) الجمع الاسلامی، محمد آباد اعظم گڑھ یو پی
 - ۳) اعجاز بک ڈپو ۱۰۸ کلکتہ
 - ۴) حق اکیڈمی مبارکپور اعظم گڑھ
 - ۵) مکتبہ الجیب الہ آباد
 - ۶) قادری بک ڈپو نو محلہ مسجد بریلی
 - ۷) فاروقیہ بک ڈپو سنہیل
- بہمیں و دیگر تمام کتب خانوں سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

دہائی برادری (تبلیغی، دیوبندی، سلفی، ندوی، مودودی) کے نزدیک معتبر شخصیت مولانا اسماعیل دہلوی کی مشہور کتاب 'صراطِ مستقیم' کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔
مولانا دہلوی لکھتے ہیں: 'طالب کو چاہیے کہ پہلے با وضو دو زانو بطور نماز بیٹھ کر اس طریقہ کے بزرگوں یعنی حضرت معین الدین سنجری (علیہ الرحمہ) اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (علیہ الرحمہ) وغیرہ حضرات کے نام کا فاتحہ پڑھ کر بارگاہِ خداوندی میں ان بزرگوں کے توسط اور وسیلہ سے التجا کرے اور نیاز بے انداز اور نزاری سے بے شماری کے ساتھ اپنے کام کے فتح یاب کے لئے دعا کر کے دُعا کو شرفِ شرف کرے' (صراطِ مستقیم صفحہ ۱۵۳، ادارہ الرشید دیوبند)

ہمیں امید ہے کہ اگر مذکورہ اقتباس اور اس کتاب کا مطالعہ مسکلی عصبیت سے بلند ہو کر کیا گیا تو ہر کوئی یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے گا کہ بارگاہِ خداوندی قدوس میں اعمالِ صالحہ اور ذواتِ صالحہ (خواہ زندہ ہو یا مردہ) دونوں کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے اور یہی سوادِ اعظم کا مسلک ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک ابنِ تیمیہ اور ایک ابنِ عبد الوہاب نجدی کے جمہور سے اختلاف کو ہرگز تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے قبولِ حق کی توفیق عطا فرمائے نیز ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم 'تم سوادِ اعظم کی پیروی کرو' پر غلو من دل کے ساتھ چلنے کی ہدایت فرمائے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

سید عارف علی رٹوی

(بی ایس سی، ایم اے)

صدر رضا لائبریری کلیان

بسم الله الرحمن الرحيم

وسیلے کی شرعی حیثیت

نُخت میں کسی شے کو مقصد کے حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا تو تسل کہلاتا ہے شرعی طور پر ایسی چیز کو دعا کی قبولیت کا ذریعہ بنانا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قدر و منزلت رکھتی ہو تو تسل ہے بارگاہِ الہی میں اعمالِ صالحہ اور ذواتِ صالحہ دونوں ہی مقبول اور محبوب ہیں، لہذا دونوں کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے۔

قطبِ مدنیہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی خلیفہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہما سے ایک شخص نے پوچھا: 'توسل کے حجاز پر کیا دلیل ہے؟' انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ
اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔

اس شخص نے کہا کہ آیت میں تو وسیلہ سے مراد اعمالِ صالحہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا: 'ہمارے اعمال مقبول ہیں یا مردود؟' اُس نے کہا: 'مجھے کیا معلوم؟' حضرت نے فرمایا: 'حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہیں یا نہیں؟' اُس نے کہا: 'یقیناً مقبول ہیں۔' آپ نے فرمایا: 'جب اعمالِ صالحہ کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے، جن کی قبولیت مشکوک ہے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ کیوں نہیں بنا سکتے جو یقیناً مقبول ہیں۔'

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اعمال اور ذوات کو وسیلہ بنانا

ترمذی شریف میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ آمَانَيْنِ وَمَا كَانَ اللَّهُ يُعَذِّبُهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر دو محفوظ نازل فرمائے ہیں،

(۱) وَمَا كَانَ اللَّهُ يُعَذِّبُهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا، جب تک اے حبیب! تم ان میں موجود ہو)

(۲) وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والا نہیں، جب تک وہ استغفار کرتے ہیں)

پہلی آیت میں عذاب سے محفوظ رہنے کا وسیلہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات

کواوردوسری آیت میں عمل استغفار کو قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَبِّ اشْفَعْ مَذْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ

لَا بَرَّةَ رَفَاةٍ مُسْلِمٍ ۝

”بہت پرالگندہ بالوں والے جنہیں دروازوں سے واپس کر دیا جاتا ہے اگر قسم کے

اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دے (مسلم شریف)

حضرت مصعب ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: مَنْ مَاتَ عَلَى مَا كَانَ عَلَيْهِ يَمُوتُ ۝

”جو شخص ایسی حالت میں مرے گا جس طرح وہ دنیا میں مرے گا“ (مسلم شریف)

ترمذی شریف، ابواب التفسیر، ص ۴۳۹

مشکوٰۃ شریف (الحکم سیکہ) ص ۴۴۶

هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُزَقُّونَ إِلَّا بِضَعْفَائِكُمْ (رواہ البخاری)

”تمہیں مرد اور رزق اپنے ضعیفوں ہی کے سبب تو ملتا ہے“

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو فرماتے ہوئے سنا،

الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلُّهُمْ

رَجُلٌ أَبَدَلَهُ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا يُسْقَى بِهَمِّ الْغَيْثِ

وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ

بِهِمُ الْعَذَابُ - ۝

ابدال شام میں ہوتے رہیں گے۔ یہ چالیس مرد ہیں۔ جب بھی ان میں

ایک انتقال کرے گا اللہ اس کی جگہ دوسرا مقرر فرما دے گا۔ ان کی

برکت سے بارش ہوتی ہے۔ اور ان کے وسیلے سے دشمنوں پر فتح و مدد

دی جاتی ہے۔ اور ان کی بدولت اہل شام سے عذاب دفع کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور سید عالم رسول اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

إِنِّي فِي ضَعْفَائِكُمْ فَإِنَّمَا تُزَقُّونَ أَوْ تُنْصَرُونَ

بِضَعْفَائِكُمْ (رواہ ابو داؤد)

”تم اپنے ضعیفوں میں میری رضا طلب کرو۔ یا۔ ان میں مجھے تلاش کرو

کیونکہ تم میں سے ضعیفوں ہی کی بدولت تمہیں رزق یا فتح و نصرت نصیب ہوتی ہے“

۱۔ شرح ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ مشکوٰۃ شریف، ص ۴۴۶

۲۔ ایضاً

۳۔ ۵۸۲-۵۸۳

۴۔ (باب فضل الفقراء) ص ۴۴۷

ایک تو وہ ضعیف ہیں جو ناداری کا شکار ہیں۔ دوسرے وہ جو عبادت و ریاضت کی کثرت کی وجہ سے لاغر و نزار ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ (اولیاء کرام) وسیلہ نصرت و رحمت بننے کے زیادہ مستحق ہیں۔

حضرت امین بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے

راوی ہیں:

إِنَّهُ كَانَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيكَ الْمُهَاجِرِينَ دَوَاكِي فِي شُجِّ الشَّيْطَانِ
”نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقراء مہاجرین کے وسیلے سے فتح و نصرت کی دعا مانگا کرتے تھے۔“

حضرت ملا علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ الْمَلِكِ بَانَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ انصُرْنَا عَلَى الْأَعْدَاءِ
بِحَقِّ عِبَادِكَ الْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ

ابن الملک فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح دعا مانگتے تھے، اے اللہ اپنے فقیر اور مہاجر بندوں کے طفیل ہمیں دشمنوں کے خلاف مدد عطا فرما۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین بستی ہیں۔ فقراء، مہاجرین کا وسیلہ پیش کرنے کا باعث ہرگز یہ نہیں کہ آپ وسیلے کے محتاج ہیں، بلکہ شکستہ خاطر اور ستم رسیدہ صحابہ مہاجرین کی عزت افزائی ہے اور امت مسلمہ کو یہ بتانا ہے کہ بارگاہ الہی میں دعا کرتے وقت میرے غلاموں کا وسیلہ بھی پیش کر سکتے ہو۔ سبحان اللہ جس ذات قدس کے غلاموں سے توسل کیا جاسکتا ہے۔ خود اس ذات مکرم سے توسل کیوں جائز نہ ہوگا؟

مشکوٰۃ شریف ص ۴۴

لے شیخ ولی الدین: امام:

مرقاۃ المفاتیح و مکتبہ المدنیہ ملتان ج ۱۰ ص ۱۳

لے علی بن سلطان محمد بغدادی:

اس گفتگو سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ بارگاہ الہی میں صرف اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ مقبول بارگاہ صالحین کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز ہے۔

سید عالم محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے ولادت مبارکہ کے بعد حیات طیبہ ظاہرہ میں، وصال کے بعد عالم برزخ کی مدت میں اور میدان قیامت میں جائز اور واقع ہے۔ لے

علامہ ابن قیم کہتے ہیں:

لَا سَبِيلَ إِلَى السَّعَادَةِ وَالْفَلَاحِ لَا فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ
إِلَّا عَلَى أَيْدِي الرُّسُلِ وَلَا يُنَالُ رِضَاءُ اللَّهِ إِلَّا بِتَتَاتِ
إِلَّا عَلَى أَيْدِيهِمْ

فیروز مندی کا میا بی کی کوئی راہ نہیں، نہ دنیا میں، اور نہ آخرت میں مگر رسولانِ گرامی کے ہاتھوں۔ اور قطعاً اللہ کی خوشنودی بھی میرے ہوگی مگر ان کے ہاتھوں۔

ولادت باسعادت سے پہلے توسل

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
لَمَّا أَتَيْتُكَ أَدْرَأُكَ الْخَطِيئَةَ قَالَ يَا دَبَّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ
لَمَّا عَفَرْتُ لِي فَقَالَ اللَّهُ يَا دَبَّ وَكَيْفَ عَزَمْتُ مُحَمَّدًا
وَلَمْ أَخْلُقْهُ؟ قَالَ يَا دَبَّ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِسَيِّدِكَ وَلَقَعْتَ
رُحِّي مِنْ رُوحِكَ دَفَعْتَ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ

لے ابن قیم العزیز:

زاد المعاد ج ۱ ص ۲۸

مشارق الانوار فی فوائد الاعتبار و المطبعة الشریفہ مصر ص ۵۱

مَكْتُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَعَلِمْتُ أَنَّكَ
لَمْ تُضِفْ إِلَى اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ فَقَالَ اللَّهُ
صَدَقْتَ يَا أَدَمُ إِنَّهُ لَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ أَدْعُنِي بِحَقِّهِ
وَمَنْ عَفَرْتُ لَكَ ذُلًّا وَلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ هَذَا
حديث صحيح الإسناد له

”جب آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی، تو انہوں نے دُعا مانگی اسے
میرے رب! میں تجھ سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے
دُعا مانگتی ہوں کہ میری مغفرت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسے آدم! تم نے
محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا، حالانکہ میں نے انہیں ابھی
پیدا بھی نہیں کیا، عرض کیا، میرے رب! جب تو نے میرا جسم اپنے دستِ قدرت
سے بنایا اور میرے اندر روحِ خاص پھونکی، تو میں نے سراٹھایا کیا دیکھتا ہوں
کہ عرش کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے
میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ نہ ملایا مگر اسی کو جو
تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، آدم! تو نے
بدع کہا وہ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ تم مجھ سے کے وسیلے
سے دُعا مانگو، میں نے تمہاری مغفرت فرمادی۔ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
نہ ہوتے، تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔“

اہل کتاب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے آپ کے
وسیلے سے فتح و فخر کی دُعا میں مانگا کرتے تھے اور اپنی مراویں پالتے تھے۔

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں،
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَتْ يَهُودُ خَيْبَرُ يَقُولُونَ
عُظْفَانُ فَلَمَّا اتَّقَوْا هَٰذَا مَتَّ يَهُودُ خَيْبَرَ فَعَادَتْ إِلَيْهِمْ

بِهَذَا الدُّعَاءِ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ
الَّذِي أَدْعُنِي وَعَدَدْتَنِي أَنْ تُخْرِجَهُ لَنَا فِي آخِرِ الزَّمَانِ
نَصُورَتَنَا عَلَيْهِمْ قَالَ فَكَانُوا إِذَا اتَّقَوْا بِهَذَا الدُّعَاءِ
فَهُمْ مُوْاعِظُونَ فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَفَرُوا بِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَذْرًا وَجَلًّا وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْتِحُونَ
عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا يَا مُحَمَّدُ لَهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جبکہ بڑی قبیلہ
عظفان کے ساتھ ملتِ جنگ میں رہتے تھے۔ ایک مقابلے میں یہودی شکست
کھا گئے، تو انہوں نے یہ دُعا مانگی، اے اللہ! ہم تجھ سے نبی امی محمد مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل دُعا مانگتے ہیں، جنہیں تو نے آخری زمانے
میں ہمارے پاس بھیجے گا وعدہ کیا تھا، تو عظفان کے خلاف ہماری مدد
فرما، اب وہ مقابلے کے وقت یہ دُعا مانگتے تھے، چنانچہ انہوں نے عظفان
کو شکست دے دی۔ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے
تو انہوں نے آپ کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا۔ یہودی
اس سے پہلے کافروں کے خلاف فتح کی دُعا میں مانگا کرتے تھے۔ یعنی
اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے وسیلے سے۔

حیات ظاہرہ میں توسل

امام طبرانی رحمہ اللہ اور معجم اوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لے محمد بن ابی بکر بن قیس المجزی (دم ۸۵ھ) بیان کیا ہے کہ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

سے راوی ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زیدؓ حضرت ابویوب انصاریؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور ایک سیاہ فام غلام کو قبر کھودنے کا حکم دیا۔ جب لحد تک پہنچے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفس نفیس لحد کھودی اور اپنے ہاتھوں سے مٹی نکالی، جب فارغ ہوئے تو اس قبر میں لیٹ گئے، پھر یہ دعائیں:

اللَّهُ الَّذِي يُخَيِّئُ وَيُبْطِئُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ ۚ اَغْفِرْ لِرَاحِمِي فَاِطْمَئِنُّ بِبَنِي اَسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَيْهَا مَدْخَلَهَا ۚ بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْاَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِيْ قَبْلِكَ اَنْ يَّحْكُمَ الرَّاْحِمَيْنِ ۝

”اللہ تعالیٰ زندگی اور موت دیتا ہے، وہ زندہ ہے اس کے لیے موت نہیں میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے۔ اور اسکی قبر کو وسیع فرما اپنے نبی کے طفیل اور مجھ سے پہلے کے انبیاء کے طفیل بیشک توسیع بڑا رحم والا ہے۔“

اس حدیث سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات میں اور دیگر انبیاء کے وصال کے بعد بارگاہ الہی میں وسیلہ پیش کرنا ثابت ہے۔

علامہ نور الدین سمہودی فرماتے ہیں:

وَقَدْ يَكُونُ التَّوَسُّلُ بِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَلَبِ ذَلِكَ الْأَمْرِ بِمَعْنَى أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِرٌ عَلَى التَّسْبُبِ فِيهِ بِسُقُولِهِ وَشَفَاعَتِهِ إِلَى رَبِّهِ فَيُعَوِّذُ إِلَى طَلَبِ دُعَائِهِ وَإِنْ اِخْتَلَفَتِ الْعِبَادَةُ وَمِنْهُ قَوْلُ الْقَائِلِ لَنَا أَسْأَلُكَ مُوَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ الْحَدِيثَ وَ

لے نور الدین علی بن احمد اسمہودی (۱۱۹۹ھ) وفات (دار احیاء التراث العربی بیروت) ج ۲، ص ۴۹

لَا يَقْصَدُ بِهِ إِلَّا كَوْنُ مَصْلَى اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَبًا وَشَافِعًا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ ایک چیز آپ سے طلب کی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ بارگاہ الہی میں دُعا و شفاعت کے ذریعے سبب بننے پر قادر ہیں۔ اس کا مال یہ ہوگا کہ آپ سے دُعا کی درخواست ہے اگرچہ الفاظ مختلف ہیں۔ اسی قسم سے معافی (حضرت ربیعہ) کی درخواست ہے: أَسْأَلُكَ مُوَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ (الحديث) میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت کی درخواست کرتا ہوں۔ اس کا مقصد یہی ہے کہ آپ اس مقصد کے لیے سبب اور سفارشی بنیں۔“

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں:

وَإِنَّكَ أَذْنَى الْمُتَوَسِّلِينَ وَسَيِّلَةٌ

إِلَى اللَّهِ يَا ابْنَ الْكَوْمَيْنِ الْأَطْلَاطِيبِ

وَكُنْ لِي شَفِيعًا يَوْمَ لَا دُفْعَاعَةَ

يَمْنَعُنِي فَتَنِيلاً عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ

”طیب و مکرم حضرات کے فرزند! آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام رسولوں

سے زیادہ قریب و وسیلہ ہیں۔“

آپ اس دن میسے شفیع ہوں گے جس دن کوئی شفاعت کرنے والا ہوگا۔

بن قارب کو کچھ بھی بے نیاز نہیں کر سکے گا۔“

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طائف سے واپسی پر جعرانہ شریف فرما رہے تھے۔

اُس وقت قبیلہ ہوازن کے بچوں اور عورتوں میں سے چھ بڑا قیدی آپ کے ہمراہ تھے۔

لے نور الدین علی بن احمد اسمہودی، وفات ۱۲۴۴ھ

لے عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب النجدی، مختصر سیرۃ الرسول (مکتبہ سلفیہ لاہور) ص ۶۹

ادنیوں اور بکریوں کا کوئی شمار ہی نہ تھا۔ ہوازن کا ایک وفد مشرف بہ اسلام ہو کر حاضر بارگاہ ہوا۔ انہوں نے درخواست کی کہ ہم پر احسان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، قیدیوں اور اموال میں سے ایک چیز پسند کرو۔ انہوں نے عرض کیا، ہمیں قیدی محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا، جو قیدی میرے ہیں یا بنو عبد المطلب کے ہیں، وہ تمہارے ہیں۔ باقی جو تقسیم ہو چکے ہیں، ان کے لیے یہ طریقہ اختیار کرو۔

قَدْ اَمَّا اَنَا صَلَّيْتُ الظُّلَمَ بِالنَّاسِ فَقُولُوا
اَنَا نَسْتَشْفِعُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ
إِلَى الْمُسْلِمِينَ وَبِالْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فِي
أَبَائِنَا وَنِسَائِنَا فَسَأَعْطِيكَمْ عِنْدَ ذَلِكَ وَأَسْأَلُ لَكُمْ لَهُ
"جب میں لوگوں کے ساتھ ظلم کی نماز پڑھ لوں تو تم کہو کہ ہمارے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کرتے ہیں کہ مسلمانوں سے ہماری شفاعت
فرمائیں اور مسلمان ہماری شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کریں۔ ہمارے
بیٹوں اور عورتوں کے حق میں تو میں تمہیں اس وقت عطا کروں گا اور تمہاری سفارش
کروں گا۔"

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اکثر صحابہ نے عرض کیا جو کچھ ہمارے پاس ہے، وہ حضور کا
ہے۔ باقی صحابہ سے آپ نے وعدہ فرمایا کہ ہر قیدی کے بدلے پہلے مال غنیمت سے چھ
ادنیوں دی جائیں گی، اس طرح ہوازن کو تمام قیدی مل گئے۔

اسی موقع پر حضرت زبیر بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) نے عرض کیا،

أَمَّنْ عَلَيْكَ رَسُولَ اللَّهِ فِي كَرَمٍ
فَأَنَّكَ الْمَرْءَ نَزَّوَهُ وَنَفَّطَهُ

ابو عبد اللہ (م ۱۱۳ھ) مسند النبی (معروض الاف) مکتبہ دار الفکر، بیروت ۲۵
ابو عبد اللہ (م ۱۱۳ھ) مسند النبی (معروض الاف) مکتبہ دار الفکر، بیروت ۲۵

"یا رسول اللہ! ہم پر احسان اور کرم فرمائیں۔ آپ وہ انسان ہیں، جن کے
احسان کی ہم توقع رکھتے ہیں اور منتظر ہیں۔"

قبیلہ بنو بکر اور خزاعہ کی جنگ اسلام سے پہلے چلی آ رہی تھی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر
بنو بکر، قریش کے حلیف بن گئے اور خزاعہ بنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بنو بکر بنے
صلح کا یہ موقع غنیمت جانا اور قریش کی مدد سے خزاعہ پر حملہ کر دیا اور لوٹ مار کی، عمرو بن لخم خزاعی
چالیس افراد کو ساتھ لے کر بنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امداد حاصل کرنے کے لیے
مدینہ طیبہ کی جانب روانہ ہوئے۔

امام طبرانی معجم صغیر میں راوی ہیں کہ حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
فرماتی ہیں،

إِنَّمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ
يَقُولُ فِي مَتَوَضُّعِهِ لَيْلًا، لَبَيْكَ لَبَيْكَ (ثَلَاثًا) نُصِرَتْ
نُصِرَتْ (ثَلَاثًا) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِي
مَتَوَضُّعِكَ لَبَيْكَ لَبَيْكَ ثَلَاثًا نُصِرَتْ نُصِرَتْ ثَلَاثًا
كَأَنَّكَ تَعْلَمُ إِنْسَانًا فَعَلَّ كَانَ مَعَكَ أَحَدٌ فَقَالَ هَذَا
رَأْسُ بَنِي كَعْبٍ يَسْتَقْرِخُنِي وَيَزْعُمُ أَنَّ قُرَيْشًا أَمَانَتْ
عَلَيْهِمْ بَنِي بَكْرٍ إِلَى أَنْ قَالَتْ، قَالَتْ فَأَقْسَمْنَا ثَلَاثًا
ثُمَّ صَلَّى الشُّجْعَ بِالنَّاسِ، فَسَمِعْتُ الرَّجُلَ يَنْشُدُنَا - له
"انہوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں غنائم میں سے مرتبہ
لبیک کہی اور تین مرتبہ نُصِرَتْ (تمہاری امداد کی گئی) فرمایا۔ میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو تین مرتبہ لبیک اور تین مرتبہ نُصِرَتْ

ابو عبد اللہ (م ۱۱۳ھ) مسند النبی (معروض الاف) مکتبہ دار الفکر، بیروت ۲۵

فرماتے ہوئے سنا جیسے آپ کسی انسان سے گفتگو فرما رہے ہوں، کیا وضو خوانے میں کوئی آپ کے ساتھ تھا؟ آپ نے فرمایا: یہ بنو کعب کا رجز خواں مجھے مدد کے لیے پکار رہا تھا اور اس کا کہنا ہے کہ قریش نے ان کے خلاف بنو کعب کی امداد کی ہے۔ تین دن کے بعد آپ نے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھائی، تو میں نے سنا کہ رجز خواں اشعار پیش کر رہا تھا:

یہ بھی صحابی ہیں جنہوں نے تین دن کی مسافت سے بارگاہ رسالت میں فریاد کی اور ان کی فریاد سنی گئی۔

حضرت عثمان بن عفیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر درخواست کرتے ہیں کہ میرے لیے بینائی کی دُعا فرمائی جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر چاہو تو میں تمہارے لئے دُعا کرتا ہوں اور چاہو تو صبر کرو اور صبر تمہارے لیے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کیا دُعا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت ادا کرو اور یہ دُعا مانگو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتُوَجِّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الْخَیْرِ
یا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّعْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هَذِهِ
لِتَقْضٰی اَللّٰهُمَّ شَفِّعْ فِیَّ۔ لے

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبی رحمت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیعے سے متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد! میں آپ کے وسیعے سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ پوری کر دی جائے۔ اے اللہ! میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

لے ابو عبد اللہ الحاکم النیسابوری، المستدرک (دار الفکر بیروت) ج ۱، ص ۵۱۹
نوٹ: ابن عبد البر، الواب الدعوات (در محمد کراچی) ص ۱۵ پر بھی یہ حدیث موجود ہے، لیکن اس میں الفاظ
یا محمد نہ صرف کر دی گئے ہیں۔ شاید اس حدیث کو بھی مقیدہ ترمذی کے مخالف سمجھا گیا ہے۔ ۱۲ قادری

امام طبرانی کی روایت میں ہے کہ ابھی ہم وہیں بیٹھے تھے، زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ صاحب تشریف لائے، ان کی بینائی بحال ہو چکی تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کبھی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

اہل مدینہ قحط میں مبتلا ہو گئے، تو انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اس کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور بارش کی دُعا کی، تھوڑی دیر گزری تھی کہ زوردار بارش شروع ہو گئی۔ مدینہ منورہ کے آس پاس کے لوگوں نے حاضر ہو کر شکایت کی کہ ہم تو دُوب جائیں گے۔ آپ نے دُعا کی اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش ہو ہم پر نہ ہو۔ چنانچہ بادل آس پاس سے اس طرح ہٹ گیا، جیسے تاج ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوَادَمَکَ الْبُوطَالِبُ هَذَا الْیَوْمَ لَسَرَّهٗ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ
اَصْحَابِہِ یَا رَسُولَ اللّٰہِ! اَسَدْتَ لِقَوْلِہٖ
وَاَبَیضُ یُسْتَسْقٰی الْغَمَامُ بِوَجْہِہِ
ثَمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَہٗ لِذَاکُمَا مِلَّ

فَقَالَ اَجَلٌ۔ لے

اگر ابوطالب اس دن کو پار نہ تے، تو انہیں خوشی ہوتی۔ ایک صحابی نے عرض کیا حضور! آپ کا اشارہ ان کے اس شعر کی طرف ہے، گورے رنگ والے جن کے چہرے کے وسیعے سے بارش کی غاماتی جاتی ہے۔ یتیموں اور ناداروں کے ملجا و ماویٰ! فرمایا: ہاں!

وصال کے بعد توسل

امام قسطلانی ابن مزین سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کی اطلاع ملی تو روتے ہوئے حاضر ہوئے اور چہرۃ النور سے کپڑا اٹھا کر یوں عرض کرنے لگے:

وَلَوْ أَنَّ مَوْتِي كَانَ اخْتِيَارًا لَجِئْتُكَ بِالسُّؤَالِ بِالنَّفْسِ
أَذْكُرُكَ يَا مُحَمَّدٌ عِنْدَ رَبِّكَ وَلَكِنْ مِنْ بَالِكَ - ۱۷

”اگر آپ کی موت میں ہمیں اختیار دیا جاتا تو ہم آپ کے وصال کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیتے۔ حضور! اپنے رب کے پاس ہمیں یاد کرنا اور بہارا خیال ضرور رکھنا۔“

ایک صاحب کی مقصد کے لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کرنا چاہتے تھے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ انہوں نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تذکرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا: وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا مانگو: اللَّهُمَّ آتِنِي اسْئَلُكَ الْخ

انہوں نے یہ عمل کیا نہ صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہو گئی اور انہوں نے ان کی حاجت پوری کر دی، بلکہ فرمایا: جب کوئی کام ہو تو میرے پاس آجانا۔ یہ صاحب واپسی پر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور شکریہ ادا کیا کہ آپ کی سفارش سے یہ کام ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے سفارش بالکل نہیں کی۔ میں نے تو تمہیں وہ عمل بتایا تھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نابینا صحابی کو تعلیم فرمایا تھا۔ (ملخصاً) ۱۷

۱۷ احمد بن محمد قسطلانی، امام (م ۷۲۲ھ) مواہب لدنیہ (مع شرح الزرقانی)، ج ۸، ص ۳۲۲
۱۸ المعجم الصغير، ص ۱۰۳

حضرت مالک الدار (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خازن) راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قحط واقع ہو گیا۔ ایک صاحب (حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزارِ انور پر حاضر ہوئے اور عرض کی:

يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ لَأَمْتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا
”یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے بارش کی دعا فرمائیے کیونکہ وہ لوگ ہلاک ہوئے ہمارے ہیں۔“

قَالَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسَامِ وَقَالَ
أَمْتُ عُمَرَ فَمَنْهُ أَنْ يَسْتَسْقِيَ لِلنَّاسِ فَإِنَّهُمْ سَيَسْقُونَ
وَقُلْ لَهُ عَلَيْكَ الْكَيْسُ الْكَيْسُ فَإِنَّ الرَّجُلَ عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ
قَالَ فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ يَا رَبِّ مَا آتَوْنَا لِمَا عَجَزْتَ عَنْهُ
”خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: عمر کے پاس ہاتھ اور انہیں کہہ دو کہ لوگوں کے لیے بارش کی دعا کریں انہیں بارش دی جائے گی اور انہیں کہہ دو کہ احتیاط کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو۔ وہ صاحب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا۔ حضرت عمر رو دیئے۔ اور کہا یا اللہ! میں اپنی بساط بھر کو تباہی نہیں کرنا۔“

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو خلافات میں سے ایک میں پھر قحط واقع ہوا جسے عاصم الزمادہ کہتے ہیں۔ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی قوم بنو مزینہ نے کہا ہم سے جاری ہے میں کوئی بھری ذبح کیجئے۔ فرمایا: جبروں میں کچھ نہیں رہا۔ اصرار رہا تو انہوں نے بھری ذبح کی۔ جب اس کی کھال اتاری تو نیچے سے شرح بڑی علی

۱۹ ابن عبد البر المفرد، القطر، الاستیعاب (دار صادر، بیروت)، ج ۲، ص ۶۴

یہ دیکھ کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فریاد کیا:

فَنَادَى يَا مُحَمَّدُ أَلَا فَلَمَّا امْسَى قَامَ رَجُلٌ فِي الْمَسَامِ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَنَا بُشْرٌ بِالْحَيَاةِ
"اور پکارا یا محمد!۔ رات ہوئی تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں فرما رہے ہیں کہ تمہیں زندگی مبارک ہو۔"

جنگ یمامہ میں مسیلحہ کذاب کے ساتھ فوج کی تعداد ساٹھ ہزار تھی جبکہ مسلمانوں
کی تعداد کم تھی۔ مقابلہ بہت شدید تھا۔ ایک وقت نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمان مجاہدین کے
کے پاؤں اکٹھے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپہ سالار تھے۔ انہوں نے
یہ حالت دیکھی:

كَادَى بِشُعَابِ الْمُسْلِمِينَ وَكَانَ شَعَابُهُمْ يَوْمَئِذٍ
يَا مُحَمَّدُ أَلَا لَهُ

"تو انہوں نے مسلمانوں کی علامت کے ساتھ ندا کی، اس دن مسلمانوں کی
علامت تھی یا محمد! "

حضرت ابو عبیدہ ابن عامر الجراح نے حضرت کعب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کو ایک ہزار افراد کے ہمراہ حلب کا ہاتھ لینے کے لیے روانہ کیا۔ جب وہ حلب کے قریب پہنچے
تو یوں پانچ ہزار افراد کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ مسلمان جھمکے اڑے، اتنے میں پیچھے پیچھے ہونے
پانچ ہزار افراد کے لشکر نے حملہ کر دیا۔ اس خطرناک صورت حال نے مسلمانوں کو بے حد
پریشان کر دیا۔ حضرت کعب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا اٹھائے ہوئے بلند آواز سے

يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ يَا فَصْرَ اللَّهِ أَنْزِلْ

"یا محمد (دوبارہ) اے اللہ کی امداد نازل فرما۔"

مسلمان ان کے گرد جمع ہو گئے اور کمال ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا۔
فتح یمامہ کے موقع پر ایک دفعہ جب رات بھر جنگ ہوتی رہی، اس وقت مسلمانوں کا
حصار (علامتی نشان) تھا۔

يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ يَا فَصْرَ اللَّهِ أَنْزِلْ

ابو الجوزاء حضرت اوس بن عبد اللہ فرماتے ہیں ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑا
اہل مدینہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا:

أَنْظِرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَافْعَلُوا

مِنْهُ كَوًّا إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ

سَقْفٌ قَالُوا فَفَعَلُوا قَمِطًا وَمَطَرًا حَتَّى كَثَبَتِ الْعُشْبُ

وَسَمِيَتْ الْأَيْلُ حَتَّى تَفْتَنَّتْ مِنَ الشَّجَرِ فَسَمِيَتْ غَامُ النَّشْرِ

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار مبارک کو دیکھو اور آسمان کی طرف

اس کا روشن دان کھول دو تاکہ اس کے اور آسمان کے درمیان چھت حاصل

نہ رہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اتنی بارش ہوئی کہ سبزہ آگاہ اونٹ موٹے ہو گئے

اور چربی کی زیادتی کی وجہ سے ان کے جسم پھٹ گئے۔ چنانچہ اس سال کا

نام ہی عام الفتن رکھ دیا گیا۔"

لے محمد بن عمر الواقفی ۱
فتوح الشام مصنف البانی، مصر ۱۹۲۴ء، ج ۱ ص ۱۹۶

لے ایضاً،
ج ۲ ص ۲۱۸

لے عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی، دم ۲۵۵ھ، سنن دارمی دارالاحیاء، مصر، ج ۱ ص ۲۳

لے عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی، دم ۲۵۵ھ، سنن دارمی دارالاحیاء، مصر، ج ۱ ص ۲۳

لے عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی، دم ۲۵۵ھ، سنن دارمی دارالاحیاء، مصر، ج ۱ ص ۲۳

فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَذْكَو أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ فَقَالَ
يَا مُحَمَّدٌ! صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَامٌ فَكَأَنَّكَ لَشَطْرُ مَنْ عَقَالِي
ایک شخص نے انہیں کہا: اس ہستی کو یاد کرو جو تمہیں تمام انسانوں سے زیادہ
محبوب ہو انہوں نے کہا: یا محمد! رسولی اللہ علیہ وسلم وہ اسی وقت چنگے بھلے
ہو گئے، گویا قید سے آزاد کر دیے گئے ہوں۔“

”اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص کا پاؤں
سو گیا، تو آپ نے اسے فرمایا: اس ہستی کو یاد کرو جو تمہیں سب انسانوں سے
زیادہ محبوب ہیں۔“ اس نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا پاؤں صحیح ہو گیا۔“

”بتیم بن عدی کہتے ہیں کہ بنو عامر نے بصرہ میں اپنے ہاتھ لکھتے ہیں چرنے انہیں طلب
کرنے کے لیے حضرت موسیٰ اشعری (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما) کی طرف بھیجے گئے۔ بنو عامر
نے بلند آواز سے اپنی قوم آل عامر کو بلایا تو حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) اپنے
رشتہ داروں کی ایک جماعت کے ساتھ نکلے انہیں حضرت ابو موسیٰ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے
پوچھا: آپ کیوں نکلے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنی قوم کی پکار سنی تھی۔ حضرت ابو موسیٰ
اشعری رضی اللہ عنہ نے انہیں تازیانے لگائے۔ اس پر حضرت نابغہ (صحابی) رضی اللہ عنہ
نے کہا:“

فَإِنْ تَكُ لِإِبْنِ عَفَّانٍ أَمِينًا فَلَمْ يَبْعَثْ بِكَ الْبُرْءَ الْأَمِينًا
وَيَا قَبْرَ النَّبِيِّ وَصَاحِبِهِ

لہ ابو ذر کربابی بن شرف النودی، امام، الاذکار (مصطفیٰ البابی الحلبي، مصر) ص ۲۴۱

لہ البیضا

ص ۲۴۱

لہ ابن عبد البر النمري القرطبي (م ۴۶۳ھ) الاستيعاب علی الاصناف (دار صادر بیروت) ج ۳ ص ۵۸۶

”اگر تو ابن عفان کا امین ہے، تو انہوں نے تجھے احسان کرنے ان امین جان کر نہیں سمجھا؟
”اے نبی اور ان کے دو صاحبوں کی قبر! اے ہمارے فریادرس!

کاش آپ ہماری فریاد سن لیں!

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمیشہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
جب حراست میں میدان جنگ سے گزریں تو بے ساختہ فریاد کیا:

يَا مُحَمَّدًا! يَا مُحَمَّدًا! صَلَّيَ عَلَيْكَ اللَّهُ وَمَلَكَ السَّمَاءِ
هَذَا أَحْسَنُ بِالْعَرَاءِ مُرْمَلٌ بِالِدِمَاءِ مُقَطَّعُ الْأَعْضَاءِ
يَا مُحَمَّدًا! وَهَاتَاكَ سَبَايَا وَذَرَيْتَاكَ مُقْتَلَةً تَسْفِي
عَلَيْهَا الصَّبَا — قَالَ فَأَبْكَتُ كُلَّ عَدُوٍّ وَصَدِيقٍ يَلِيهِ
”اے بہت ہی تعریف کیے ہوئے! ادا (دو مرتبہ) اللہ تعالیٰ آپ پر

رحمتیں نازل فرمائے اور آسمانی فرشتے درود بھیجیں، یہ حسین میدان میں ہیں،
خون میں نہاتے ہوئے، اعضاء کاٹے ہوئے۔ یا محمد! ادا! آپ کی بیٹیاں
حراست میں ہیں، آپ کی اولاد شہید کر دی گئی۔ باد صبا ان پر مٹی اڑا رہی ہے۔
راوی کہتے ہیں ان کی پُرسوز فریاد نے ہر اپنے اور بیگانے کو رولا دیا۔

امت مسلمہ — اور توسل

اجماع صحابہ

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
بارش کی کڑوا اس طرح مانگا کرتے تھے۔

البدایہ والنہایہ (مکتبہ المعارف بیروت) ج ۸ ص ۱۱۳

لہ ابن کثیر

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
كَانَ إِذَا فُجِّعَ لَمْ يَسْتَقِ بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَنَسْتَقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْتَقْنَا قَالَ فَيَسْقُوهُ
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ قحط میں
 مبتلا ہو جاتے تو حضرت عمر فاروق، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے
 وسیلے سے بارش کی دعا کرتے اور عرض کرتے بار اہا! ہم تیری بارگاہ میں
 نبی کے محترم چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں تو ہمیں میرا ب فرما، تو انہیں بارش
 عطا کر دی جاتی۔ (مختصا)

ابن تیمیہ اور ان کے مقلدین کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بجائے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پیش کیا۔
 اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وصال کے بعد توسل جائز نہیں ہے۔
 یہ کھلا برا مغالطہ ہے۔

① اس حدیث سے یہ ثابت ہو گیا کہ بارگاہ الہی میں صرف اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا
 ہی جائز نہیں، بلکہ ذوات صالحین کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز ہے اور اس پر صحابہ کرام کا
 اجماع ہے، کیونکہ یہ دعا صحابہ کرام کے اجتماع میں مانگی گئی اور کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا
 جبکہ تمہیں اس سے انکار ہے۔

② اگرچہ حضرت عباس وہ برگزیدہ بستی ہیں کہ خود ان کا وسیلہ بھی پیش کیا جاسکتا تھا،
 لیکن حضرت عمر فاروق نے یوں عرض کیا کہ یا اللہ! ہم تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں
 تو دراصل یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا وسیلہ ہے۔

علامہ بدر الدین عینی کی نقل کردہ روایت میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے منبر پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دعا مانگی پھر حضرت عباس نے جو ان
 کے ساتھ منبر نشین فرما تھے۔ ان الفاظ میں دعا کی:

اللَّهُمَّ لَمْ يَزَلْ يَزُولُ بِلَاغِ الْأَهْدَابِ وَكَمْ يَكْشِفُ الْأَشْتَاتِ
 وَقَدْ تَوَجَّهَ بِي الْقَوْمُ إِلَيْكَ لِسْكَانِي مِنْ نَبِيِّكَ - لے
 "اے اللہ! بلا گناہوں کے سبب ہی نازل ہوتی ہے اور تو ہی سے دعا ہوتی
 ہے۔ یہ لوگ میرے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوئے ہیں کہ میرا تیرے نبی سے
 تعلق ہے۔"

حافظ ابن عبد البر، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:
 وَدُونَا مِنْ وَجْهِ عَنْ عَمْرٍ أَنَّهُ خَوَّجَ يَسْتَسْقِي وَخَوَّجَ مَعَهُ
 بِالْعَبَّاسِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَقِ بِإِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّكَ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَسْتَسْقِي بِهِ فَاحْفَظْ فِينَا لِنَبِيِّكَ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَفِظْتَ الْعُلَامَاءَ بِصَلَاحِ إِبْنِ عَمْرٍ
 "میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعدد روایات پہنچی ہیں کہ وہ حضرت
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ استسقاء کے لیے نکلے اور دعا کی اے اللہ!
 ہم تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے وسیلے سے تیرا قرب چاہتے ہیں،
 ان کو شفیع بناتے ہیں۔ پس تو ان میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عاقبت
 فرما جیسے تو نے دو بچوں کی ان کے باپ کی نیکی کے طفیل حفاظت فرمائی
 (کہ ان کی گرتی دیوار سیدھی کر دی)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دعا کرنا دراصل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہی سے توکل ہے۔

(۳) بارگاہ خداوندی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا تو مسلم تھا ہی، حضرت فاروق اعظم نے حضرت عباس کا وسیلہ پیش کر کے بتلادیا کہ تو سل حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ آپ کے قربت دار اور اہل صلاح امتیوں کا وسیلہ بھی پیش کیا جاسکتا ہے تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ رہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے۔ اسی کو وسیلہ نہیں بنا سکتے۔

حضرت سلیم بن عامر خباری راوی ہیں

إِنَّ السَّمَاءَ فَحِطَّتْ فَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاهْلُ دِمَشْقٍ يَسْتَشْفُونَ فَلَمَّا قَعَدَ مُعَاوِيَةُ عَلَى الْمَنبَرِ قَالَ أَيْنَ يَزِيدُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْجُرَشِيُّ؟ قَالَ قَدَاةُ النَّاسِ فَأَثْبَلَ يَتَخَفَى فَأَمَرَهُ مُعَاوِيَةُ فَصَعِدَ الْمَنبَرَ فَقَعَدَ عِنْدَ رِجْلَيْهِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَشْفِعُ إِلَيْكَ الْيَوْمَ بِخَيْرِنَا وَأَفْضَلِنَا اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَشْفِعُ إِلَيْكَ بِيَزِيدِ بْنِ الْأَسْوَدِ الْجُرَشِيِّ يَا يَزِيدُ أَرْفَعْ يَدَ يَدِيكَ إِلَى اللَّهِ فَرَفَعَ يَزِيدُ وَرَفَعَ النَّاسُ أَيْدِيَهُمْ فَمَا كَانَ أَوْشَكَ أَنْ تَأْتَتْ سَكَابَةُ فِي الْمَغْرِبِ وَهَبْتَ لَهَا دَمْعَ قُسْقُيْنَا حَتَّى كَادَ النَّاسُ لَا يَتَصَلُّونَ إِلَى مَنَازِلِهِمْ بِهِ

» بارش نہیں ہوئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل دمشق بارش کی دعا کے لیے باہر نکلے جب حضرت امیر معاویہ منبر پر بیٹھے تو منہ مایا۔

یزید بن الاسود الجرجسی کہاں ہیں؟ لوگوں نے انہیں بلایا تو وہ پھاڑ گئے ہوئے تشریف لائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر وہ منبر پر چڑھے اور ان کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ حضرت امیر معاویہ نے دعا مانگی، اے اللہ! آج ہم بہتر اور افضل شخصیت کی سفارش پیش کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں یزید بن الاسود بن الجرجسی کی سفارش پیش کرتے ہیں۔

یزید اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاؤ۔ انہوں نے ہاتھ اٹھائے، لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے، اور دعا کی، اچانک غریب کی طرف سے ایک بادل اٹھا ہوا چلنے لگی اور زوردار بارش شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ لوگوں کو گھروں تک پہنچنا مشکل ہو گیا۔

اس اجتماع میں صحابہ کرام بھی موجود ہیں، تابعین بھی حاضر ہیں۔ ان میں سے کسی نے ایک مرد صالح کے وسیلے سے دعا مانگنے پر اعتراض نہیں کیا۔ یہ بھی ان حضرات کا ہوا تو توکل پر اجماع ہے۔

توکل اور ائمہ اربعہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں

يَا مَالِكُ كُنْ شَافِعِي فِي فِائِقِي
يَا أَكْرَمَ الشَّكْلَيْنِ يَا كُنْزَ الْوَدَى
أَنَا طَائِعٌ بِأَجْوَدِ مَنَّاكَ وَلَمْ يَكُنْ
لِي فِي حَقِيقَةِ الْأَكْلَامِ سِرٌّ

» اے میرے مالک! آپ میری حاجت میں شافع ہوں،

میں تمام مخلوق میں آپ کے غنا کا فقیر ہوں۔

”اے جن و انس سے زیادہ کریم! اے مخلوق کے خزانے! مجھ پر احسان فرمائیں اور اپنی رضا سے مجھ سے راضی ہوں۔“

”میں آپ کی بخشش کا امیدوار ہوں اور آپ کے سوا مخلوق میں ابغیثہ کا کوئی نہیں“
حضرت امام مالک مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں منصور بن عوف بن اس کے حلیفہ ثانی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار انور کی زیارت کے لیے حاضری دی تو حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا: اے ابو عبد اللہ! میں قبلہ رخ ہو کر دُعا کروں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف رخ کروں۔ امام مالک نے فرمایا:

وَلَمْ تَصُفْ وَخَصَّكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَوَسِيْلَتُكَ
اَبِيْكَ اَذْهَرَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بَلِ اسْتَقْبَلْتُ وَاسْتَشْفَعْتُ بِهِ
فَقَبِلْتَنِيَّ اللّٰهُ فَبِيْكَ - لہ

”تم اپنا چہرہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں چھیر گئے، حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تیرا اور میرے عدا مجدستہ نادم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں، بلکہ حضور کی طرف رخ کر ان سے شفاعت کی درخواست کر۔ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں حضور کی شفاعت قبول فرمائے گا۔“

تجربہ ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں بہت سے لوگوں کو کعبہ شریف کی طرف پاؤں پھیل کر سوتے ہوئے دیکھا گیا ہے، انہیں کوئی منع نہیں کرتا، لیکن بارگاہ رسالت میں صلوات و سلام رض کرنے والوں کو باصرار کہا جاتا ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے دُعا مانگو اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف پشت کر لو۔ فیذا للعجب والی اللہ المشتکی۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

لہ قاضی عیاض مالکی، امام الشفا (فاروقی کتب خانہ، ملتان) ج ۲، ص ۳۳

اَللّٰهُمَّ ذَرِّعِيْ وَهْمُ الدَّيْءِ وَسِيْلَتِيْ
اَمْرًا جَوَابِهِمْ اَعْطَى غَدًا بِسَيِّدِي الْيَسِيْنِ مَحْيَا فَيُحْيِيْ

”آل نبی میرا ذریعہ ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف میرا وسیلہ ہیں۔“
مجھے اُمید ہے کہ ان کے وسیلے سے مجھے قیامت کے دن نامہ اعمال واپس ہاتھ میں دیا جائے گا۔“

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دُعا مانگی، تو ان کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ کو تعجب ہوا۔ امام احمد نے فرمایا:

اِنَّ الشَّافِعِيَّ كَالشَّمْسِ لِلنَّاسِ وَكَالْعَاقِبَةِ لِلْبَدَنِ
امام شافعی کی مثال ایسی ہے جیسے لوگوں کے لیے سورج اور بدن کے لیے صحت

توسل اور ائمہ اعلام

سکھ توسل کے بارے میں علماء اسلام کے اقوال اور واقعات کو جمع کیا جاتے تو ایک بڑا کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ اختصار کے پیش نظر چند علماء اسلام کے ارشادات نقل کیے جاتے ہیں، امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۵۰۵ھ) آداب السفر میں فرماتے ہیں:

وَيَدْخُلُ فِيْ جَمَلِيَّتِهِ زِيَارَةُ قُبُوْرِ الرُّسُلِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
وَزِيَارَةُ قُبُوْرِ النَّصَّابِيَّةِ وَالسَّابِغِيْنَ وَسَائِرِ الْعُلَمَاءِ وَ
الْاَوْلِيَاءِ وَكُلِّ مَنْ مَيَّنَتْ بَرَكَةُ بِشَاهِدَتِهِ فِيْ حَيَاتِهِ يَتَبَرَّكُ
بَزِيَارَتِهِ بَعْدَ وَفَاتِهِ وَيَحُوْزُ شَدَّ الرِّحَالِ لِهَذَا الْغَرَضِ - لہ

لہ احمد بن حجر المذنی (م ۹۷۲ھ) الصواعق المحرقة مكتبة القاهرة مصر ص ۱۸۰

لہ یوسف بن اسماعیل البنبانی، شواہد الحق لمصطفی البانی، مصر ص ۱۶۶

لہ ابو حامد محمد بن محمد غزالی، الامام احیاء علوم الدین (دار المعرفۃ بیروت) ج ۲، ص ۲۴۷

”سفر کی دوسری قسم میں انبیاء کرام علیہم السلام صحابہ تابعین اور دیگر علماء و اولیاء کے مزارات کی زیارت بھی داخل ہے۔ زندگی میں جس کی زیارت سے برکت حاصل کی جا سکتی ہے۔ وفات کے بعد بھی اس کی زیارت سے برکت حاصل کی جا سکتی ہے۔ امام ابن الحاج جو علماء مشہور دین میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے اولیاء کرام انبیاء عظام اور خصوصاً حضور سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے توسل اور استغاثہ کا طریقہ شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔ ذیل میں چند اقتباسات نقل کیے جاتے ہیں، اگر میت عوام الناس میں سے ہے تو اس کی قبر کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی جانب پیش قدمی کی طرف رخ کرے۔ پیچھے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔ پھر جہاں تک ممکن ہو میت کے لیے دعا کرے،

وَكَذَلِكَ يَدْعُو عِنْدَ هَذِهِ الْقُبُورِ عِنْدَ نَارِكٍ تَزَلَّتْ بِهِ
أَفْئِدَةُ الْمُسْلِمِينَ وَيَتَضَوَّعُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فِي ذَوَائِلِهَا وَ
كَشَفِهَا عَنْهُمْ لَه

”اسی طرح ان قبر کے پاس جا کر دعا کرے۔ جب زائر پر یا مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑبڑ لگے کہ اس مصیبت کو زائر اور مسلمانوں سے دور فرمائے۔

ثُمَّ يَتَوَسَّلُ بِأَهْلِ تِلْكَ الْقُبُورِ أَعْنَى بِأَهْلِ النَّارِ بِحَدِّينِ مِنْهُمْ
فِي قَضَائِهِمْ حَوَائِجَهُمْ وَمَعْقِفَةٍ ذُنُوبِهِ ثُمَّ يَدْعُو لِنَفْسِهِ
وَلِوَالِدَيْهِ وَلِمَنْ شَاءَ مِنْهُمْ وَلَا قَادِرٌ بِهِ وَلَا هَلْ تِلْكَ الْقُبُورِ
وَلِأَمْوَاتِ الْمُسْلِمِينَ وَلَا حَيَاةَ لَهُمْ وَذَرِّتَهُمْ إِلَى يَوْمِ
الَّذِينَ وَلَمْ يَنْ غَابَ عَنْهُ مِنْ إِخْوَانِهِ وَيَجَاءُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى

بِالذِّعَاءِ عِنْدَهُمْ وَيَكْتُمُ التَّوَسُّلَ بِهِمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى لِأَنَّ سُبْحَانَهُ
اجْتَنَبَهُمْ وَشَرَّفَهُمْ وَكَرَّمَهُمْ فَكَمَا نَفَعَ بِهِمْ فِي الدُّنْيَا
فَبِئْسَ الْأَخْرَجَ الْتَرْفَعْنَ أَرَادَ حَاجَةً فَلْيَذْهَبَ إِلَيْهِمْ وَ
يَتَوَسَّلَ بِهِمْ فَإِنَّهُمْ الْوَاسِطَةُ بَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى وَخَلْقِهِ
وَقَدْ تَقَرَّرَ فِي الشَّرْعِ وَعِلْمِ مَا لِلَّهِ تَعَالَى بِهِمْ مِنْ
الْإِعْتِنَاءِ وَفِي ذَلِكَ كَثِيرٌ مَشْهُورٌ وَمَا زَالَ النَّاسُ مِنَ الْعُلَمَاءِ
وَالْكَابِرِ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ مَشْرِقًا وَمَغْرِبًا يَتَبَرَّكُونَ بِزِيَارَةِ
قُبُورِهِمْ وَيَجِدُونَ بَرَكَةً فَاِلَيْكَ حَسَا وَمَعْنَى لَه

”پھر اپنی عاجزی کے برآئے اور گناہوں کی مغفرت میں اولیاء کرام کا وسیلہ پیش کئے پھر اپنے لیے والدین مشائخ اور اقرباء کے لیے ان اہل قبور کے لیے اور زندہ و مردہ مسلمانوں اور قیامت تک آنے والی ان کی اولادوں کیلئے اور جو بھائی غائب ہیں ان سب کے لیے دعا کرے۔

اور ان اولیاء کرام کے پاس کھڑا ہو کر عاجزانہ بارگاہ الہی میں دعا کرے اور کثرت سے ان کا وسیلہ پیش کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں منتخب فرمایا ہے اور انہیں شرافت و کرامت سے نوازا ہے۔ جس طرح دنیا میں ان کے ذریعے نفع عطا فرمایا ہے۔ آخرت میں اس سے زیادہ نفع ہے۔ جو شخص کسی حاجت کا ارادہ کرے، تو وہ ان حضرات کے پاس جاتے اور ان کا وسیلہ پیش کرے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔

شریعت میں ثابت اور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی کتنی عزت افزائی فرماتا ہے اور یہ بکثرت ہے اور مشہور ہے۔ علماء مشرق و مغرب کے عظیم اکابر مزارات اولیاء کی زیارت سے برکت حاصل کرتے رہے ہیں اور حتیٰ اور معنی

طور پر اس کی برکت پاتے رہے ہیں۔

پھر شیخ امام ابو عبد اللہ بن النعمان رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:
تَحَقَّقْ لِدَوَىِّ الْهَضَارِ وَالْإِعْتِبَارِ أَنَّ زِيَادَةَ قُبُورِ
الصَّالِحِينَ مُحْتَوِبَةٌ لِأَجْلِ التَّبَرُّكِ مَعَ الْإِعْتِبَارِ فَإِنَّ
بَرَكَتَهُ الصَّالِحِينَ جَارِيَةٌ بَعْدَ مَمَاتِهِمْ كَمَا كَانَتْ فِي
حَيَاتِهِمْ وَاللَّحَاوِ عِنْدَ قُبُورِ الصَّالِحِينَ وَالْتِشْفَعُ بِهِمْ
مَعْمُولٌ بِهِ عِنْدَ قُلَمَائِنَا الْمُعَقِّقِينَ مِنْ أَسْمَةِ الدُّنْيَا

”ارباب بصیرت و اعتبار کے نزدیک ثابت ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات کی زیارت برکت اور رحمت حاصل کرنے کے لیے محبوب ہے، کیونکہ اولیاء کرام کی برکت ان کی (ظاہری) زندگی کی طرح وصال کے بعد بھی جاری ہے۔ اولیاء کرام کی قبروں کے پاس دُعا کرنا اور ان کو وسیلہ بنانا، ہمارے علم پر محققین و متجددین کا معمول ہے۔“

اس کے بعد انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزارات پر ماضی و مستقبل کے بارے میں مشرعاتے ہیں،

وَأَمَّا عَظِيمُ جَنَابِ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ فَيَأْتِي إِلَيْهِمُ النَّارُ وَيَتَحَيَّنُ عَلَيْهِ قَصْدُهُمْ مِنَ الْأَمَاكِينِ الْبَعِيدَةِ، فَإِذَا جَاعَ إِلَيْهِمْ فَلْيُصِفْ بِالذَّلِّ وَالْإِنْسَانِ وَالْمُسْكَنَةِ وَالْفَقْرِ الْحَاجَةِ وَالْإِحْطَارِ وَالْخُضُوعِ، وَتُخَفِّرُ قَلْبَهُ وَخَاطِرَهُ إِلَيْهِمْ وَإِلَى مُشَاهَدَتِهِمْ بِعَيْنِ قَلْبِهِ لَا بِعَيْنِ بَصَرِهِ، لِأَنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ

لے ابن الحاج، امام،

المدخل ۱/ ۲۲۹

وَلَا يَفْتَعِرُونَ ثُمَّ يُشْفَى عَلَى اللَّهِ تَعَالَى بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَيْهِمْ وَيَقْرَأُ عَنْ أَصْحَابِهِمْ ثُمَّ يَقْرَأُ عَنْهُمْ عَلَى النَّاسِ بِعَيْنِ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ثُمَّ يُنَوِّسُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِهِمْ فِي قَضَاءِ مَا رِيَهُ وَمَغْفِرَةِ ذُنُوبِهِ وَيَسْتَدْفِعُ بِهِمْ وَيَطْلُبُ حَوَائِجَهُ مِنْهُمْ وَيَجْزِي الْإِجَابَةَ بِبَرَكَتِهِمْ وَيَقْوَى حُسْنُ ظَنِّهِ فِي ذَلِكَ فَإِنَّهُمُ بَابُ اللَّهِ الْمَفْتُوحُ۔

وَجَزَتْ سُنَّتُهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فِي قَضَاءِ الْحَوَائِجِ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ وَرُسُلِهِمْ وَمَنْ عَجَزَ عَنِ الْوُصُولِ إِلَيْهِمْ فَلْيُرْسِلْ بِالسَّلَامِ عَلَيْهِمْ وَيَذْكُرْ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ مِنْ حَوَائِجِهِ وَمَغْفِرَةِ ذُنُوبِهِ وَسُتَرِ حُيُوبِهِ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ فَإِنَّهُمْ السَّادَاتُ الْكَرَامُ وَالْكَرَامُ لَا يَزِيدُونَ مَنْ سَأَلَهُمْ وَلَا مَنْ تَوَسَّلَ بِهِمْ وَلَا مَنْ قَصَدَهُمْ وَلَا مَنْ لَجَأَ إِلَيْهِمْ لَمْ

”انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظیم بارگاہ میں زائر حاضر ہو اور اس پر لازم ہے کہ دور دراز سے ان کا قصد کرے۔ جب ان کی بارگاہ میں حاضر ہو تو عاجزی و انکساری، فقر و فاقہ، حاجت و اضطرار اور فروتنی سے موصوف ہوا اپنے دل اور خیال کو ان کی بارگاہ میں حاضر کرے اور سر کی آنکھ سے نہیں دل کی آنکھ سے ان کی زیارت کی طرف متوجہ ہو، کیونکہ انبیاء کرام کے اجسام مبارک میں پوشیدگی اور تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے شایان شان حمد و ثناء کئے انبیاء کرام پر درود بھیجے، ان کے اصحاب کے لیے رضائے الہی کی دُعا کرے

اور قیامت تک اصحاب کے نقش قدم پر چلنے والوں کے لیے دعائے رحمت کرتے
پھر اپنی حاجتوں کے برائے اور گناہوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی
بارگاہ میں انبیاء کرام کا وسیلہ پیش کرے، ان کی بدولت اس کی درخواست
کرے اور اپنی حاجتیں ان سے طلب کرے اور یقین کرے کہ ان کی برکت سے
دعا مقبول ہوگی اور اس مسئلے میں تمام تر حسن ظن سے کام لے کیونکہ یہ حضرات
اللہ تعالیٰ کا کھلا ہوا دروازہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عادتِ کریمہ جاری ہے کہ اُن کے سبب اور ان کے ہاتھوں پر
حاجتیں بر لاتا ہے جو شخص ان کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو سکے، وہ ان کی بارگاہ میں
سلام بھیجے اور اپنی حاجتوں لگا ہوں کی حضرت اور یوں کی پوشیدگی وغیرہ کا
ذکر کرے، کیونکہ یہ حضرات سادات کرام ہیں اور کریم سوال کرنے والے وسیلہ
پکڑنے والے، قصد کرنے اور پناہ لینے والے کو رو نہیں کرتے۔

حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل

اور امام ابن الحجاج

وَأَمَّا فِي زِيَارَةِ سَيِّدِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ
عَلَيْهِمْ وَسَلَامُهُمْ فَكُلُّ مَا ذَكَرَ يَزِيدُ عَلَيْهِ أَصْعَافُهُ أَغْنَى
فِي الْإِنْكَسَادِ وَالذَّلِ وَالْمُسْكَنَةِ لِأَنَّهُ الشَّافِعُ الْمُسْتَفْعُ
الَّذِي لَا تَرُدُّ شَفَاعَتُهُ وَلَا يَخْفَى مِنْ قَصْدِهِ وَلَا مَنْ
نَزَلَ بِسَاحَتِهِ وَلَا مَنْ اسْتَعَانَ أَوْ اسْتَعَاثَ بِهِ إِذْ أُنْزِلَ
عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَطْبُ دَائِرَةِ الْكَمَالِ وَهُوَ

مُتَمَكِّنُ اللَّهِ

فَمَنْ تَوَسَّلَ بِهِ أَوْ اسْتَعَاثَ بِهِ أَوْ طَلَبَ حَوَاجَتَهُ مِنْهُ فَلَا
يَرُدُّ وَلَا يَخْفَى لِمَا شَهِدَتْ بِهِ الْمَعَانِي وَالْأَتَامُ وَنَحْوُهَا
إِلَى الْأَدَبِ الْكُلِّي فِي نَزَائِمَاتِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَقَدْ
قَالَ عَلَمَانَا رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَنَّ الشَّارِعَ يُشِيرُ نَفْسِيَّةً
وَاقِفٌ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَمَا هُوَ فِي حَيَاتِهِ
إِذَا كُنَّا فِي بَيْنِ مَوْتِهِ وَحَيَاتِهِ أَغْنَى فِي مُشَاهَدَتِهِ الْيَقِينِ
وَمَعْرِفَتِهِ بِالْحَوَالِيسِ وَنَيْتِهِمْ وَعَيْنِ الْإِسْمِ وَنَحْوِهَا طَرِيقُ
وَدَلِيلٌ عِنْدَهُ جَبَلٌ لَا خَفَاءَ فِيهِ۔

”حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت میں مذکور
امور یعنی عاجزی، انکساری اور مسکنت میں کسی گناہ اضافہ کرے، کیونکہ آپ مقبول
الشفاعة شفیع ہیں، جن کی شفاعت رو نہیں کی جاتی۔ آپ کا قصد کرنے والا آپ
کے دربار میں حاضر ہونے والا آپ سے استعانت و استغاثہ کرنے والا محروم
نہیں ہوتا یا مانتا، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دائرہ کمال کے قطب اور
مُتَمَكِّنُ الہی کے دو نبی ہیں۔

جو شخص آپ کا وسیلہ پکڑتا ہے یا آپ کے ذریعے مدد طلب کرتا ہے اپنی حاجتیں
طلب کرتا ہے، وہ محروم نہیں کیا جاتا۔ مشاہدہ اور آثار اس پر شاہد ہیں، آپ کی
زیارت میں کامل ادب کی ضرورت ہے۔ ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ
زائر یوں محسوس کرے کہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں جیسے کہ آپ کی حیات
ظاہر و میں تھا، کیونکہ آپ کی موت اور حیات میں فرق نہیں ہے۔ آپ امت کا

مشاہدہ فرماتے ہیں اور اُن کے احوال، نیتوں، ارادوں اور خیالات کو
ملاحظہ فرماتے ہیں اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے، اس میں کوئی خفا نہیں ہے
ابھی امام ابن الحلیج کی یہ عبارت گوری ہے،
فَمَنْ ارَادَ حَاجَةً فَلْيَذْهَبْ إِلَيْهِمْ وَيَتَوَسَّلْ بِهِمْ فَإِنَّهُمْ
الْوَسِطَةُ بَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى وَخَلْقِهِ

”جو شخص کسی حاجت کا ارادہ کرے وہ اولیاء کرام کے مداخلت پر جائے اور
ان کا وسیلہ بچڑے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں
حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،

قِيلَ إِذْ تَخَيَّرْتُمْ فِي الْأُمُورِ فَاسْتَعِينُوا مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ
کہا گیا ہے کہ جب تم مختلف امور میں حیران ہو جاؤ تو اہل قبور سے استعانت کرو
یعنی اہل قبور کے وسیلے سے دعا کرو، اللہ تعالیٰ مراد میں برلائے گا۔

امام علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،
اعْلَمُوا أَنَّهُ يَجُوزُ وَيَحْسُنُ التَّوَسُّلُ وَالِاسْتِعَانَةُ وَالتَّشْفَعُ
بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَبِّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى
وَجُوزُ ذَلِكَ وَحُسْنُ مِنَ الْأُمُورِ الْمَعْلُومَةِ لِكُلِّ ذِي دِينٍ
الْمَعْرِفَةِ مِنْ فِعْلِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُوسِلِينَ وَسَيَرِ السَّلَفِ
الصَّالِحِينَ وَالْعُلَمَاءِ وَالْعَوَامِّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَلَمْ يُبَيِّنْ
أَحَدٌ مِنَ الْأَهْلِ الْأَدْيَانِ وَلَا سَمِعَ بِهِ فِي مَنْ مَنِ
مِنَ الْأَزْمَانِ حَتَّى جَاءَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ فَتَكَلَّمَ فِي ذَلِكَ بِكَلَامٍ

يَكْبِتُ رَقَبَهُ عَلَى الْمُتَعَفِّاءِ الْأَعْمَاسِ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل، استعانت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
میں شفاعت کی درخواست جائز اور مستحسن ہے۔ اس کا جزا اور حسن، ان امور
میں سے ہے جو ہر مومن کو معلوم ہے اور انبیاء و مرسلین، صلوات اللہ علیہم اجمعین علماء
اور عامۃ المسلمین کا طریقہ ہے کسی دین والے نے اس کا انکار نہیں کیا اور
نہی کسی زمانے میں یہ انکار نہ کیا۔ یہاں تک کہ ابن تیمیہ آیا اور اُس نے اس
میں کلام کیا، ضعیف اور ناواقف لوگوں کے لیے تلبیس سکام لیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں،

يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ شَرَفْتَ
قَصَائِدِي بِمَدِينِي قَدْ رُفِعَ
مَدْحُكَ الْيَوْمَ أَرْجُو الْفَضْلَ مِنْكَ قَدْ
مِنَ الشَّفَاعَةِ فَالْحَقُّ بِهَا طَرَفًا
بِكُمْ تَوَسَّلَ يَرْجُو الْعَفْوَ عَنْ كُلِّ
مِنْ خَوْفِهِ خَفِئَتْ أَلْهَامِي لَقَدْ ذَرَفَتْ

”میرے آقا! اے اللہ کے رسول! آپ کی مدح میں کہے ہوئے میرے قصیدے
شرافت والے ہو گئے ہیں۔“

”آج میں نے آپ کی نعت کہی ہے اور کل مجھے آپ سے شفاعت کی امید ہے
وہاں مجھے بھی نظر میں رکھیے۔“

”بندہ گنہگار نے آپ کا وسیلہ پکڑا ہے اُسے امید ہے کہ لغزشیں معاف کر دی
جائیں گی، خوف کے سبب اس کی ہلکوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔“

مَعَ شَهْرِيَّةٍ وَهُوَ مِنْ أَطْمَأْنِنَاتِ الْإِسْلَامِ لَيْتَهُ
وَعَايِدُهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ فِي خِلَافَتِهِ
”یہ وہ دُعا ہے جسے تمام صحابہ نے برقرار رکھا اور کسی نے اس پر انکار نہیں
کیا، علائکہ یہ دُعا مشہور ہے۔ یہ واضح ترین اجماع اقراری ہے، ایسی ہی دُعا
حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے دور خلافت میں بھی تھی
قاضی شوکانی اپنے رسالہ الذرائع النفسیہ میں لکھتے ہیں:

إِنَّ التَّوَسُّلَ بِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي حَيَاتِهِ
وَبَعْدَ مَوْتِهِ وَفِي حَضْرَتِهِ وَغَيْبَتِهِ إِنَّهُ قَدْ ثَبَتَ التَّوَسُّلُ
بِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ فِي حَيَاتِهِ وَقَدْ ثَبَتَ التَّوَسُّلُ
بِفَيْضِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ بِاجْتِمَاعِ الصَّحَابَةِ - لے

”حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے توسل آپ کی حیات میں بھی ہے اور
وصال کے بعد بھی، آپ کی بارگاہ میں بھی ہے اور بارگاہ سے دور بھی، حضور اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں آپ سے توسل ثابت ہے۔
آپ کے وصال کے بعد دوسروں سے توسل ثابت ہے۔“

نواب صدیقی حسن خاں بھوپالی عرض کرتے ہیں:

يَا سَيِّدِي يَا عَزِيزِي وَوَسِيلِي يَا عَدَّتِي فِي شِدَّةٍ وَمِنْ تَحَاءٍ
قَدْ جِئْتُ بِأَبْنِكَ ضَارِعًا مُتَضَرِّعًا مُتَأَوِّعًا بِنَفْسٍ صَعْدَاءٍ
مَا لِي وَرَأَيْتُ مُسْتَعَاثًا فَأَجِزْ يَا رَحْمَتَ تِلْكَ الْعَالَمِينَ بُكَائِي

لے محمد عبدالرحمن ۱ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ج ۴ ص ۲۸۲

لے الینسا ۱ ” ” ” ” ” ”

لے وحید الزمان نواب ۱ شامیہ مدنی المہدی (اسلامی کتب خانہ ساکھٹ) ص ۲۰

”اے میرے آقا! اے میرے سہارے، میرے وسیلے،
سختی اور نرمی میں میرے کام آنے والے۔“

”میں آپ کے دروازے پر اس حال میں حاضر ہوا ہوں کہ میں
ذلیل ہوں، گڑگڑا ہوں اور میری سانس پھولی ہوئی ہے۔“

”آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے جس سے مدد مانگی جاسکے۔“

اے رحمۃ للعالمین امیری آہ و بکا پر رحم فرمائیے۔“

نواب وحید الزمان لکھتے ہیں:

وَلَيْتَ شِعْرِي إِذَا جِئْتُ التَّوَسُّلَ إِلَى اللَّهِ بِالْأَحْمَالِ
الصَّالِحَةِ مِثْقَالُ عَلَيْهَا التَّوَسُّلُ بِالْصَّالِحِينَ أَيْضًا
قَالَ الْإِمَامُ فِي الْحِصْنِ فِي آدَابِ الدُّعَاءِ مَثَلًا أَنْ يَتَوَسَّلَ
إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِأَنْبِيَائِهِ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِهِ - لے

”جب کتاب دست سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش
کرنا جائز ہے تو اس پر اولیاء کرام کے توسل کو قیاس کیا جائے گا۔ علامہ
جزری چھٹین میں فرماتے ہیں دُعا کا ایک ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
کی بارگاہ میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پیش کیا جائے۔“

توسل اور علماء دیوبند

مرلوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اپنے قصائد قاسمی میں
عرض کرتے ہیں:

لے وحید الزمان نواب ۱ مدنیہ المہدی ص ۴۸

مدد کر اسے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قائم یکس کا کوئی حامی کار
شما کر اس کی اگر حق سے کچھ بیا پاتے
تو اس سے کہہ اگر اللہ سے ہے کچھ درکار
یہ ہے اہانت حق کو تیری دُعا کا لجاجہ
قضا و سب مدمشروط کی سبیل نہ پیکار

مولوی رشید احمد ننگوی صاحب سے پوچھا گیا کہ ان اشعار کا رد کیا ہے؟
يَا دَسْتُولُ اللّٰهُ اَنْظُرْ حَالَنَا يَا حَبِيبُ اللّٰهُ اَسْمَعْ قَالَنَا
اَسْمَعْ فِي بَحْرِ هَمِّ مَغْرَقٍ خُذْ يَدِي سَبِّحْ لَنَا اَفْكَالَنَا
اور قصیدہ بُردہ شریف کا یہ شعر ہے

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِي مَنْ اَلُوْذُ بِ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

"ایسے کلمات کو نظم یا شعر در کرنا مکروہ تنزیہی ہے، کفر و فسق نہیں ہے۔"

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اپنے پیرو مشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی کتاب
کو لکھتے ہیں کہ

- | | |
|----------------------|--|
| ۱۔ محمد قاسم نانوتوی | قصائد قاسمی (مکتبہ قاسمیہ ملتان) ص ۸ |
| ۲۔ ایضاً | " " " " " " ص ۵ |
| ۳۔ ایضاً | " " " " " " ص ۷ |
| ۴۔ رشید احمد ننگوی | فتاویٰ رشیدیہ (محمد سعید ایڈمنسٹریشن کراچی) ص ۶۹ |

يَا مُرْشِدِي يَا مُوَدِّعِي يَا مُفَرِّجِي
رَحْمَةً عَلَيَّ اَيُّهَا يَا فُلَيْسُ لِي
خَالِدُ الدَّائِمِ بِكُمْ وَاِنِّي هَا اِيْمُ
يَا سَيِّدِي بِلِلّٰهِ شَيْئًا اِنَّهٗ
يَا مُنْجِي فِي سَهْدِي وَمَا اَمْرِي فِي مَعَادِي
كَلْبِي سَوِي بِحَبِيبِكُمْ مِنْ مُرَادِ
فَاَنْظُرْ اِلَيَّ بِرَحْمَتِكَ يَا هَامِ
اَنْتُمْ لِي الْمَجْدِي وَاِنِّي جَبَادِي

"اے میرے مرشد! میرے مولیٰ! میری دشت کے ٹیس؟

میری دنیا کے، میرے دین کے، مائے پناہ۔

اے میرے فریاد رس! محمد پر ترس کھاؤ کہ میں آپ کی حب کے سوا
رکھتا نہیں کوئی ترشہ راہ۔"

"خلق فاتر ہر شہا آپ سے اور میں حیران، ہم کی ہادی من اب تو ادھر
کو جھی نگاہ!"

میرے سرور! خدا واسطے کچھ تو دیجیے۔ آپ معطی ہیں میرے، میں ہوں
سوالی اللہ! (یہ ترجمہ تذکرۃ الرشید کے حاشیہ سے لیا گیا ہے)

تھانوی صاحب بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں،

يَا حَبِيبُ اِلَّا لَكَ خُذْ بِيَدِي مَا لِي بِجَنَازِي سِوَاكَ مُسْتَدِي
كُنْ دَجِيمًا لِدَلَّتِي وَاشْفَعْ يَا شَفِيعَ الْوَعْدِي اِلَى الصَّمَدِ
اِعْتَصَانِي سِوَى جَنَابِكَ لِي لَيْسَ يَا سَيِّدِي اِلَّا اَحَدُ
اے اللہ کے محبوب! میری دستگیری فرمائیں، میرے مجبور کا آپ کے سوا
کوئی مٹھکانا نہیں۔"

"آپ میری لغزش پر رحم فرمائیں اور اے مخلوق کی شفاعت کرنے والے،
اللہ تعالیٰ کا بارگاہ میں شفاعت فرمائیں۔"

لے محمد عاشق الہی میرٹھی، تذکرۃ الرشید و کتب بحر العلوم، کراچی، ج ۱، ص ۱۳۴

» آتا: آپ کے دربار کے علاوہ میرا کوئی سہارا نہیں!

۲ فرمیں صحابہ و تابعین کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں

اسْتَعِينُوا بِعَصَا جِبْرِ مَضْطَرَعٍ شَمَرُوا اَذْيَكُمُ الرِّاى الْمَدَدُ

» عاجز و مضطر کے لیے (اللہ تعالیٰ سے) مدد طلب کریں اور مدد کے لیے

تیار ہو جائیں۔

توسل — اور عالم اسلام کے موجودہ علماء

فاضل علامہ مولانا محمد عاشق الرحمن قادری اللہ آباد نے اپنی تالیف مجاہدیت کا حریف حقانیت میں پاک و ہند اور دیگر ممالک کے علماء سے حاصل کردہ ایسے فتاویٰ جمع کر دیے ہیں جو مسئلہ توسل سے متعلق ہیں۔ اس کتاب کے چند اقتباسات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

خطیب بغداد

حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جامع مسجد بغداد کے امام اور مدرس، مولانا عبدالکریم محمد توسل کے جائز ہونے پر دلائل پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

كَيْفَ يَبْقَى فَجَالُ انْكَارِ التَّوَسُّلِ بِذَوَاتِ الرُّسُلِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَتُوسُّلٌ بِهِمْ وَبِالْأَوْلِيَاءِ الْكِبَرَاءِ اِمَامٍ وَبِاعْمَالِهِمُ الصَّالِحَةِ وَبِأَعْمَالِ نَفْسِ الدَّاعِيْنَ كُلِّ ذَا لِكَ حَقٌّ

مضان اکمل فی زمان اکمل مطبع مجتہدی دہلی ص ۱۲۶

لے اشرف علی تھانوی:

ص ۴۵ - ۴۳

حرف حقانیت

محمد عاشق الرحمن قادری

مَشْرُوعٌ وَلَا يَنْكَرُهُ الْاَجَاهِلُ غَبِيٌّ اخْرَجَ عَنْ

طَرِيقِ التَّشَدُّدِ وَاجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِينَ وَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ

حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ لَهُ

» پس رسولان گرامی علیہم السلام کی ذوات مبارکہ سے توسل کے انکار کی نفی

کیسے رہ جاتے گی؟ ان سے اولیاء کرام، ان کے اعمال صالحہ اور دُعا کرنے

والے کے اپنے اعمال سے توسل، سب حق اور مشروع ہے۔ اس کا انکار

وہ جاہل اور غبی ہی کہتا جو راہ ہدایت اور مسلمانوں کے اجماع سے برگشتہ ہو

جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

اس جواب پر جن علماء نے تصدیقی دستخط فرمائے ہیں، ان کے اسماء یہ ہیں:

مولانا محمد نمر، خطیب جامع مسجد قادریہ، بغداد و شریف

مولانا نوری سیاب، امام جامع مسجد قادریہ، بغداد و شریف

مولانا رشید حسن، بغداد و شریف

مولانا محمد شیخ عبدالقادر، امام و خطیب مقام الرشید، بغداد و شریف

حکیم الشریعہ، بغداد کے استاذ علامہ احمد حسن اللہ فرماتے ہیں:

فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى هُوَ الْمُتَوَسِّلُ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَبِنَاءٍ عَلَى

هَذِهِ الْعَقِيدَةِ فَلَا مَانِعَ شَرْعًا فِي التَّوَسُّلِ بِالْأَوْلِيَاءِ

عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مُطْلَقًا. بَلْ إِنَّ التَّوَسُّلَ لَا يَحِلُّ بِالتَّوَحُّدِ كَمَا لَا تَحِلُّ الشَّفَاعَةُ بِالتَّوَحُّدِ

» ہر شے میں تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس عقیدے کی بناء پر اولیاء کرام علیہم السلام

محمد عاشق الرحمن قادری: مجاہدیت کا حریف حقانیت و کتابہ حبیب الدہلی ص ۱۴۴

لے ایضاً: ص ۴۵ - ۴۳

سے توسل میں شرعاً ہرگز کوئی مانع نہیں ہے، بلکہ شفاعت کی طرح توسل بھی توحید کے منافی نہیں ہے۔

حماۃ شام کے جلیل القدر عالم مولانا محمد علی تحریر فرماتے ہیں:
وَإِذَا كَانَ التَّوَسُّلُ مَشْرُوعًا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَفِي مَعَارِضٍ وَهِيَ مَخْلُوقَةٌ مَعَ كَوْنِهَا لَا تَذَرِي هَلْ تَلْزَمُ الْأَعْمَالُ مُتَبَوِّئَةً أَمْ لَا؟ فَكَيْفَ لَا يَجُوزُ التَّوَسُّلُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَفْضَلُ مَخْلُوقٍ وَمُتَبَوِّئٍ لَدُنَى اللَّهِ تَعَالَى فِي مَحَبَّتِهِ وَبَعْدَ وَفَاتِهِ بِإِعْتِبَارِ حَيَاتِهِ وَتَعَرُّضِ عَلَيْهِ أَعْمَالُنَا إِذَا تَمَّاكُمَا وَدَدَ - لہ

”جب اعمال سالہ سے توسل جائز ہے اور اس کا کوئی مخالف نہیں ہے حالانکہ یہ مخلوق ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ وہ اعمال مقبول ہیں یا نہیں، تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل کیوں جائز ہوگا؟ جبکہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر مخلوق قبول کافضل ہیں، اپنی ظاہری حیات میں بھی اور وصال کے بعد بھی کیونکہ آپ زندہ ہیں اور ہمارے اعمال آپ کے سامنے ہمیشہ پیش کیے جاتے ہیں، جیسے کہ اعدائے میں وارد ہے۔“

حماۃ شام کے علامہ عبدالعزیز طہار زید دریں خطیب جامع سلطان فرماتے ہیں:

وَإِذَا كَانَتْ الشَّفَاعَةُ لَيْسَتْ شَرْكَاً فَالتَّوَسُّلُ أَيْضاً لَيْسَتْ شَرْكَاً لِأَنَّهُمَا بِمَعْنَاهَا فَهِيَ لَيْسَتْ بِسَوِيٍّ فَكَانَتْ يَتَفَضَّلُ بِهَا عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَطْهَارُ الْفَضْلِ

لے محمد عاشق الرحمن قادری، حروف حقانیت، ص ۱۸

سُبْحَانَهُ عَلَى عَبْدِهِ، قَالَ سُبْحَانَهُ فِي حَقِّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا ذَا انْبِيَاءٍ أَوْ لَا يَكُونُ خَاسِمُ الرُّسُلِ وَالْأَنْبِيَاءِ وَجِيهًا عِنْدَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ؟ لہ

”جب شفاعت شرک نہیں ہے تو وسیلہ بھی شرک نہیں ہے، کیونکہ ان دونوں کا ایک ہی مطلب ہے۔ وسیلہ کا مطلب اس کے علاوہ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عبد مکرم پر احسان کو ظاہر کرنے کے لیے اس مقام کی بدولت جس بندے پر چاہتا ہے فضل فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ انبیاء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے: وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا کیا انبیاء و رسل کے خاتم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز نہیں ہوں گے؟

حماۃ شام کے مفتی علامہ صالح النعمان، خطیب جامع مدینہ لکھتے ہیں:
وَقَدْ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى جَوَازِ التَّوَسُّلِ إِذَا صَحَّتِ الْقَبِيلَةُ وَاجْتَمَعَ الْأُمَّةُ تَحْتَهُ شَرْعِيَّةً كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تَجْتَمِعُ أُمَّةٌ عَلَى ضَلَالَةٍ أَمَّا يَدَّ عَيْنِهِ بَعْضُ الْعَلَاءِ مِنَ الْوَهَابِيَّةِ بِأَنَّ حُكْمَ التَّوَسُّلِ أَنَّهُ شُرُوكٌ فَلَا دَلِيلَ عَلَيْهِ شَرْعًا وَلَا عَقْلًا لہ

توسل کے جائز ہونے پر امت کا اجماع ہے، بشرطیکہ عقیدہ صحیح ہو اور حرام امت حجت شرعیہ ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت اگر ایک ہی جہت میں نہ ہوگی۔ بعض غالی و لمبی جود دعویٰ کرتے ہیں کہ توسل شرک ہے، تو اس پر شرعی یا عقلی کوئی دلیل نہیں ہے۔

لے محمد عاشق الرحمن قادری، حروف حقانیت، ص ۱۸

لے ایضاً، حروف حقانیت، ص ۱۸

مشق کی جامع انجاریں کے امام علامہ ابوسلیمان زبیری نے مسئلہ توسل تفصیل گفتگو فرمائی ہے اور اپنا موقف ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

إِنَّ الْإِعْتِقَادَ بِالتَّوَسُّلِ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَالْأَوْلِيَاءِ الصَّالِحِينَ الْمَجْمُوعِ عَلَى نَفْسِهِمْ وَمَصْلَاحِهِمْ وَغَدْلِهِمْ وَلَا يَتِمُّ إِيْمَانٌ لَا كُفْرٌ خَائِزٌ مِنْدِي لَا يَحْطُرُونَ وَإِنَّ التَّوَسُّلَ بِمَثَلِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى لِتُقْنَى حَاجَاتُهُ يَكُونُ مُؤَمَّلاً مَوْجِدَ الْيُسْرِ بِمَشْرِئِهِ وَكُلِّهِ جَمِيعُ عِبَادَاتِهِ لَهُ

”انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام ادا ان اولیاء صالحین سے توسل کرنا جن کی فضیلت تقویٰ اور عدالت و ولایت پر اتفاق ہے، ایمان ہے کفر نہیں ہے اور برے نزدیک جائز ہے ممنوع نہیں ہے اور شخص اپنی حاجتوں کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان حضرات کا وسیلہ پیش کرتا ہے، وہ مومن و مومنہ ہے مشرک نہیں اور اس کی تمام عبادتیں صحیح ہیں۔“

جمہور یہ لہٰذا ان کے مفتی شیخ حسن خالد زہروتی فرماتے ہیں، وَأَمَّا التَّوَسُّلُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّوَجُّهُ بِهِ فِي كَلَامِ الصَّحَابَةِ فَأَيُّ دُونَ التَّوَسُّلِ بِدُعَائِهِ وَتَشْفَاعَتِهِ وَعَلَى التَّوَسُّلِ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ أَحْيَاءُ وَأَمْوَاتًا جَرَتْ الْأُمَّةُ قَلْبَقَةً قَلْبَقَةً لَهُ

لے محمود اشق الرحمن قادری، حرف حقانیت، ص ۵۹
لے ایضاً، ص ۱۷

”صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کلام میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل اور آپ کی طرف متوجہ ہونے سے ان کی مراد آپ کی امداد و شفاعت کو وسیلہ بنانا ہے۔ امت مسلمہ انبیاء و اولیاء سے ان کی ظاہری حیات میں اور وصال کے بعد بر دور میں توسل کرتی رہی ہے۔“

صدر مجلس اتحاد مبلغین انڈونیشیا

جاکارتا انڈونیشیا کی مرکزی مجلس اتحاد مبلغین کے صدر شیخ احمد خرفانی ہیں، وَأَقُولُ إِنَّ التَّوَسُّلَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَائِزٌ فِي كُلِّ قَبْلِ خَلْقِهِ وَبَعْدَ خَلْقِهِ فِي مَدَّةِ حَيَاتِهِ فِي الدُّنْيَا وَبَعْدَ مَوْتِهِ فِي مَدَّةِ الْبَرَزَخِ وَبَعْدَ الْمَوْتِ فِي عَرَصَاتِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ لَهُ
”میں کہتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل ہر حال میں جائز ہے آپ کی ولادت باسعادت پہلے، ولادت کے بعد حیات ظاہری میں وصال کے بعد جب تک کہ آپ عالم برزخ میں نہیں گئے اور قبروں سے اٹھائے جانے کے بعد قیامت اور عذاب کے بعد ان میں۔“

مذکرۃ العلماء لکھنؤ

نذرة العلماء لکھنؤ کے نام مجلس اتحاد مبلغین کے سربراہ مولوی محمد رفیع الدین نے علامہ ابوالحسن علی دہلوی سے ایک استفسار کے جواب میں یہ فتویٰ صادر کیا،

لے محمود اشق الرحمن قادری، حرف حقانیت، ص ۵۹
لے ایضاً، ص ۱۷

درج ہیں۔ یہ فتویٰ مکتبہ قادریہ لاہور کی طرف سے اردو ترجمہ کے ساتھ طبع ہو چکا ہے۔
مکتبہ ایشیائی، استانبول ترکیا کی طرف سے التوشل کے نام سے عربی میں چھپ چکا ہے۔

السید یوسف السید ہاشم الرفاعی، کویت

حضرت شیخ سید احمد رفاعی کبیر قدس سرہ کی اولاد امجاد میں سے کویت کے معروف اور
عظیم المرتبت سکالر سید یوسف ہاشم رفاعی مدظلہ تخریر فرماتے ہیں:

وَالْحَاصِلُ أَنَّ مَذْهَبَ أَهْلِ الشُّفْعَةِ وَالْجَمَاعَةِ مَعَهُ
التَّوَسُّلُ وَجَوَازُهُ بِاللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
حَيَاتِهِ وَبَعْدَ وَفَاتِهِ وَكَذَا بَعْضُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ كَمَا دَلَّتْ
الْأَحَادِيثُ السَّابِقَةُ وَأَمَّا الَّذِينَ يُفَرِّقُونَ
بَيْنَ الْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ حَيْثُ جَوَّزُوا بَعْضَ التَّوَسُّلَاتِ
بِالْأَحْيَاءِ لَا لِلْأَمْوَاتِ، فَهُمْ الْقَرِيبُونَ مِنَ الزَّلَلِ
لِأَنَّهُمْ اعْتَبَرُوا أَنَّ الْأَحْيَاءَ لَهُمُ التَّأْثِيرُ دُونَ
الْأَمْوَاتِ، مَعَ أَنَّهُ لَا تَأْثِيرَ إِجْبَادِيًّا لِغَيْرِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ
وَتَعَالَى عَلَى الْإِطْلَاقِ وَأَمَّا الْإِفَادَةُ وَفَيْضُ الْبَرَكَاتِ
وَالِاسْتِغَاذَةُ مِنْ أَرْوَاحِهِمْ اسْتِغَاذَةُ اخْتِيَارِيَّةٍ،
وَتَوَجُّهُ أَرْوَاحِهِمْ إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى طَائِبِينَ
فَيْضُ الرَّحْمَةِ عَلَى ذَلِكَ الْمُتَوَسِّلِ، فَهُوَ شَيْءٌ حَبِيزٌ وَ
وَاقِعٌ وَخَالٍ عَنْ كُلِّ خَلَلٍ يَدُونِ الْفَرَقِ بَيْنَ الْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ

لے السید یوسف السید ہاشم الرفاعی، الزعم المبین در کتب ۱۲/۱۰۱ ص ۸۶-۸۷

”حاصل یہ کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی حیات ظاہرہ میں اور وصال کے بعد اسی طرح باقی انبیاء و
مُرسلین اور اولیاء و صالحین سے توسل صحیح اور جائز ہے جیسے کہ گذشتہ احادیث
سے ثابت ہوا جو لوگ زندوں اور مردوں میں فرق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
زندوں سے توسل کی بعض قسمیں جائز ہیں اور جو وصال فرما چکے ہیں، ان سے جائز
نہیں وہی اخوش کے قریب ہیں، کیونکہ وہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ زندہ تاثر کر سکتے ہیں
مردے نہیں کر سکتے۔ حالانکہ ایسا وہی تاثر اللہ تعالیٰ کے سوا مطلقاً کوئی بھی نہیں
کر سکتا۔ رہا فائدہ دینا اور برکتیں عطا فرمانا اور ان کی روحوں سے عادی استفادہ
اور ان کی روحوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس توسل کے لیے یشانِ رحمت
کا طلب کرنا تو یہ جائز اور واقع ہے اور برشل سے خالی ہے، زندوں اور
وصال یافتہ حضرات میں فرق نہیں ہے۔“

حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے قیامت کے دن توسل!

امام علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
الْحَالَةُ الشَّائِعَةُ بَعْدَ مَوْتِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي عَرَصَاتِ الْقِيَامَةِ بِالشَّفَاعَةِ مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَذَلِكَ مِمَّا قَامَ عَلَيْهِ الْجَمَاعُ وَتَوَاتَرَتْ
الْأَحْبَابُ عَلَيْهِ۔

لے تقی الدین سبکی، امام، شفاہ السقام ص ۱۷۳

دوسری حالت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد قیامت کے میدان میں آپ کی شفاعت سے توسل - اس پر اجماع ہو چکا ہے اور احادیث عدولہ کو پہنچ چکی ہیں۔

ارباب ولایت سے توسل

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے علاقہ میں طریقہ شطاریہ صرف شیخ محمد غوث گوالیاری کے ذریعے سے رائج ہے، ورنہ ان سے پہلے یہ طریقہ زیادہ شہرت نہیں رکھتا تھا۔

و بالجملہ اس فقیر خرقہ از دست شیخ ابوطاہر کردی پوشیدہ ایشان بعمل آنچہ در جوابہر خمسہ ہست اجازت دادند۔ لہ
مختصر یہ کہ اس فقیر نے یہ خرقہ شیخ ابوطاہر کردی سے پہنا اور انہوں نے جوابہر خمسہ کے اعمال کی اجازت دی۔

اس کے بعد دوسری بیان کیں جو شیخ ابوطاہر سے شیخ محمد غوث گوالیاری تک پہنچتی ہیں، بعد ازاں فرماتے ہیں:

اس فقیر در سفر چ پڑی بہ لاہور رسید و دست بزرگ شیخ محمد سعید لاہوری یافت ایشان اجازت دُعائے سیغی دادند بل اجازت جمیع اعمال جوابہر خمسہ و سند خود بیان کردند و ایشان دین زمانہ کے اذعیان مشائخ طریقہ آسنیہ و شطاریہ بودند۔ لہ

لے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، انتباہ و کتب غارہ ملویہ ضری فیصل آباد، ص ۸-۱۵۷
لے ایضاً، ص ۸-۱۵۷

یہ فقیر سفر حج میں جب لاہور پہنچا اور شیخ محمد سعید لاہوری کی دست بوسی کی تو انہوں نے مجھے دعائے سیغی کی اجازت دی، بلکہ جوابہر خمسہ کے تمام اعمال کی اجازت دی اور اپنی سند بیان کی، وہ اس زمانہ میں طریقہ آسنیہ اور شطاریہ کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔

اسی جوابہر خمسہ میں یہ عمل بھی ہے:

فتوح ابواب اقبال کے واسطے ہر روز پانچ سو بار پڑھے۔
نَاہِ عَلَیَّا مَطْلَعُ الْعَیَّاشِ تَجَدُّدًا عَوْنًا لَّکَ
فِی الْعَوَالِمِ کُلِّہِمْ وَحِمِّ سَیِّئَاتِہِمْ بِتَوَتُّکَ یَا مُحَمَّدُ
وَلَا یَتَلَّکَ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ۔ لہ

یہ ورد کیا ہے؛ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت اور توسل ہے۔ اس میں اگر شرک کی کوئی بات ہوتی تو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جوابہر خمسہ کے اعمال کی اجازتیں لیتے؛ حضرت شاہ صاحب اور ان کے مشائخ اس شرک کو برداشت کرتے؛ ہرگز نہیں!

شیخ الاسلام شہاب الدین رملی کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔
سُئِلَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ الرَّمْلِيُّ عَمَّا يَقَعُ مِنَ الْعَامَةِ
عِنْدَ الْمَشْدَادِ يَا شَيْخَ فُلَانٍ وَتَحْوِذَ الْكَفَلِ لِلْمَشَائِخِ
إِفَاتَةً بَعْدَ مَوْتِهِمْ فَأَجَابَ بَانَ الْإِسْتِعَانَةَ بِالْأَوْلِيَاءِ
وَالْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَالْعُلَمَاءِ حَبِثًا فَإِنَّ لَكُمْ إِعَانَةً
بَعْدَ مَوْتِهِمْ كَحَيَاتِهِمْ فَإِنَّ مَجْنَزَاتِ الْأَنْبِيَاءِ كَرَامَتُهُ لَلْأَوْلِيَاءِ۔ لہ

لے شاہ محمد غوث گوالیاری، جوابہر خمسہ (دارالاشاعت، کراچی) ص ۵۳
لے الشیخ حسن الحدادی الحمزوی، مشارق الانوار (الطبعة الشریفة، مصر) ص ۵۹

شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ عوام الناس بڑے عیسائیوں کے وقت یا شیخ نلاس وغیرہ کہتے ہیں کیا مشائخ وصال کے بعد امداد فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اولیاء، انبیاء، صالحین اور علماء سے استیغاثہ جائز ہے کیونکہ وہ وصال کے بعد امداد فرماتے ہیں جیسے اپنی حیات میں امداد فرماتے تھے اس لیے کہ انبیاء کے معجزے اولیاء کی کرامتیں ہیں۔

علامہ ابن الحاج فرماتے ہیں:

فَإِنْ قَالَ الْقَائِلُ، هَذِهِ الْمَصِفَاتُ مُخْتَصَّةٌ بِالسُّوَلَى
سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فَاجْزَأُ أَنْ كُلَّ مَنْ انْتَقَلَ إِلَى الْآخِرَةِ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، فَهُمْ يَعْلَمُونَ أحوالِ الْأَحْيَاءِ غَالِبًا
وَقَدْ وَقَعَ ذَلِكَ فِي الْكُثْرَةِ بَعِثُ الْمُنتَهَى مِنْ حِكَايَاتِ
وَقَعَتْ مِنْهُمْ وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ عَلَيْهِمْ بِذَلِكَ حِينَ
عَرَضَ أَعْمَالِ الْأَحْيَاءِ عَلَيْهِمْ وَيَحْتَمِلُ غَيْرُ ذَلِكَ
وَهَذِهِ أَشْيَاءُ مُغْيِبَةٌ عَنَّا.

وَقَدْ أَخْبَرَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِعَرَضِ
لِلْأَعْمَالِ عَلَيْهِمْ فَلَا بُدَّ مِنْ وَقُوعِ ذَلِكَ وَالْكَفِيُّ مَا
فِيهِ غَيْرُ مَعْلُومَةٍ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِهَا، وَكَفَى فِي هَذَا
بَيَانًا قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ يَنْظُرُ
بِنُورِ اللَّهِ، وَنُورُ اللَّهِ لَا يَخْجُبُهُ شَيْءٌ، هَذَا فِي
حَقِّ الْأَحْيَاءِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، فَكَيْفَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ
فِي الدَّائِرَةِ الْآخِرَةِ۔

لے ابن الحاج، الام

المدخل، ج ۱، ص ۲۵۳

اگر کوئی شخص کہے کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تمام زمین جو آخرت کی طرف انتقال کر چکے ہیں، اکثر بڑے بزرگوں کے احوال جانتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے واقعات انتہائی کثرت کو پہنچے ہوئے ہیں۔ ایک احتمال یہ ہے کہ انہیں اس وقت علم ہو جب زندوں کے اعمال ان پر پیش کیے جائیں۔ اس کے علاوہ بھی کوئی صورت ہو سکتی ہے اور یہ چیزیں ہم سے مخفی ہیں۔

نبی صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اموات پر اعمال پیش کیے جاتے ہیں، لہذا اس کا وقوع ضروری ہے، البتہ کیفیت معلوم نہیں ہے، اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس حقیقت کے بیان کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کافی ہے کہ مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نور کو کوئی چیز نہیں روک سکتی، یہ زندہ مومنوں کے حق میں ہے۔ ان مومنوں کا کیا عالم ہو گا جو دارِ آخرت میں ہیں؟

حضرت علامہ نے واضح طور پر بتا دیا کہ اس عقیدے میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں۔ نیز جب زندہ مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے تو جو حضرات اگلے جہان میں جا چکے ہیں ان کی قوتِ ادراک تو اور بھی بڑھ جائے گی۔

حضرت علامہ شیخ حسن العدوی الحزازی فرماتے ہیں:

وَمَا يَقَعُ مِنْ بَعْضِ الْعَوَامِ مِنْ قَوْلِهِمْ يَا سَيِّدِي فَلَانُ
مَثَلًا إِنْ قَضَيْتَ لِي كَذَا أَوْ شَفَيْتَ لِي مَرِيضَتِي فَلَاكَ عَلَى
كَذَا أَقْرَبُ مِنَ الْجَمَلِ بِالنِّسْبَةِ بِكَيْفِيَّةِ الطَّلَبِ وَلَكِنْ
لَا يَحْدُ كُفْرًا لِأَنَّهُمْ لَا يَقْصِدُونَ بِذَلِكَ الْإِيْجَادَ مِنَ
الْوَلِيِّ رَأَيْنَا يَجْعَلُونَهُ فِي نِيَّاتِهِمْ وَسَيَّلَتْهُ إِلَى مَوْلَاهُمْ

خَبْرُكَ كَانَ الْمُتَوَسِّلُ بِهِ فِي اخْتِقَادِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرْبِ
وَالْمَحَبَّةِ لِلْخَالِقِ أَلَا تَرَى أَنَّهُمْ يَكُونُونَ فِي أَشْكَارِ
كَلَامِهِمْ يَصَاحِبُ النَّفْسِ الطَّاهِرَةِ بِحَدِّكَ الْمُلْبِ
لِي مِنْ مَوْلَاكَ يَفْعَلُ فِي كَذَلِكَ فَإِنَّ ذَلِكَ وَلِيْلُ قَسَمِهِمْ
عَلَى الْغُرَاوِ اللَّهِ بِالْفِعْلِ وَأَنَّهُ لَا شَيْئَ لِلْوَلِيِّ إِلَّا فَجْرُهُ
الْقَسَمِ وَأَنَّهُ لَا يُرِيدُ الْمُتَوَسِّلُ بِهِ لِأَنَّ الْقَرِيبَ
الْمَحْبُوبَ لَا يُرِيدُ

فَقَوْلُهُ مِنْ بَابِ قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِّ
أَشْحَكَ أَخْبَرَنِي طَبْرُكَ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّةَ وَ
قَدْ ذَكَرَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ فَيَنْ أَنَّ الْوَلِيَّ بَعْدَ مَوْتِهِ أَشَدُّ
كَرَامَةً مِمَّنْ فِي حَالِ حَيَاتِهِ لَا يَقْطَعُ تَعَلُّقَهُ بِالْخَالِقِ
وَتَجَعُّدُهُ لِرُفْعِهِ لِلْخَالِقِ فَيَكْفِي مُمُ اللَّهُ بِقَضَائِهِ حَاجَةً
الْمُتَوَسِّلِينَ بِهِ لَهُ

”یہ جو بعض عوام کہتے ہیں یا سیدی فلاں مثلاً اگر آپ میری پوری پوری حاجت
یا سب سے مراد کو شفا دیں تو آپ کے لیے میرے ذمے اتنی چیز ہے تو یہ
مانگنے کے طریقے سے جہالت ہے رکھنا یہ چاہیے کہ یا اللہ فلاں بزرگ کے
طغیل میری حاجت پوری فرما لیکن اسے کفر قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ
ان لوگوں کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ولی میرے مقصد کو پیدا کرے گا، ان کی تبت
تو یہ ہوتی ہے کہ اس ولی کو بارگاہ الہی میں وسیلہ بنائیں، کیونکہ جس کا وسیلہ
پیش کیا جا رہا ہے وہ ان کے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ کا مقرب اور محبوب ہے

لے اشعش حسن العدوی الحمزاوی

مشارق الانوار

ص ۵۸

کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ اپنی گفتگو میں بار بار اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اسے
بارگاہ خدا میں پاکیزہ نفس والے اپنے رب سے درخواست کریں کہ میرا مقصد
پورا فرما دے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک فاعل صرف
اللہ تعالیٰ ہے، ولی صرف سبب اور وسیلہ ہے اور اس کا وسیلہ بنانے والا
مردود نہیں ہوتا، کیونکہ محبوب اور مقرب کے سوال کو رد نہیں کیا جاتا۔
تو یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کے قبیلے سے ہے کہ
بہت سے پرانہ والوں کے گرد اودھن کا سوا یہ حیات دو جا دیں ہوں ایسے
ہوتے ہیں کہ اگر قسم دے کر بارگاہ الہی میں کچھ عرض کریں تو اللہ تعالیٰ اُسے
پورا فرما دیتا ہے۔ بعض عارفین نے فرمایا، ولی کی زندگی کی نسبت وصال
کے بعد کرامت کا زیادہ ظہور ہوتا ہے، کیونکہ اس کا تعلق مخلوق سے قطع ہو چکا
ہے اور اس کی روح کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ سے ہے، لہذا اللہ تعالیٰ ان کا
وسیلہ پیش کرنے والوں کی حاجتیں پوری فرما دیتا ہے۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت محمود غزنوی
کے پاس حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جبہ مبارک تھا۔ سومات کی رنگ
میں ایک موقع پر مدشرہ ہوا کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائے گی۔ سلطان محمود غزنوی
اچانک گھوڑے سے اُتر کر ایک گوشے میں چلے گئے۔ وہ حُجْبۂ ہاتھ میں لے کر سجدے
میں چلے گئے اور دعا مانگی۔

”الہی بابر دے خداوند ایں خرقہ کہ مارا بریں کفار ظفر وہ کہ ہرچہ از غنیمت
می گیرم بدردیشاں دہم شہ

”ہاں الہا! اس جتنے والے کے وسیلے سے ہمیں کافروں پر فتح عطا فرما جو
کچھ مال غنیمت ہاتھ آئے گا، درویشوں میں تقسیم کر دوں گا۔“

تذکرۃ الاولیاء و فارسی و مطبع اسلام آباد (۱۳۳۳ھ)

لے شیخ فرید الدین عطار

اچانک دشمن کی طرف سے شور اٹھا اور تاریکی چھا گئی اور کافر آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے اور مختلف حصوں میں بٹ گئے، لشکر اسلام کو فتح حاصل ہو گئی۔ اس رات محمود غزنوی نے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں فرماتے ہوئے سنا، اے محمود! آبروئے خرقہ ماہرودی بردگاہ حق کی اگر دریاں ساعت در خواستی جملہ کفار را اسلام روزی کر دے۔

”محمود! تم نے دربار الہی میں ہمارے جتے کی قدر نہ کی، اگر تم چاہتے تو تمام کافروں کے لیے اسلام کی درخواست کرتے۔“

فقیر جلیل حضرت علامہ ابن عابدین شامی، کتاب اللقطہ کے آخر میں ایک منہجیہ حاشیہ میں فرماتے ہیں،

قَدْ رَأَيْتُ يَادِيَّ أَنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا ضَاعَ لَهُ شَيْءٌ وَأَمَّا إِذَا
أَن يُؤَدَّ اللَّهُ مُسْجَانَهُ عَلَيْهِ فَلْيَتَّقِ عَلَى مَكَانٍ عَالٍ
مُسْتَقْبِلَ الْقَبِيلَةِ وَيَقْرَأُ الْقَاتِحَةَ وَيُهْدِي ثَوَابَهَا
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُهْدِي ثَوَابَ ذَلِكَ
لِسَيِّدِي أَحْمَدَ بْنِ عُلْوَانَ وَيَقُولُ يَا سَيِّدِي أَحْمَدُ
يَا ابْنَ عُلْوَانَ إِنْ لَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ ضَالَّتِي وَالْأَنْزَعَتُكَ
مِنْ دِيْوَانِ الْأَوْلِيَاءِ فَإِنَّ اللَّهَ يُرَدُّ عَلَيَّ مَنْ وَتَالَ
ذَلِكَ ضَالَّتْ بِكَ كَتَبْتُ، الْجَهْدُودِيَّ مَعَ زِيَادَةِ كَذَابِي
حَاشِيَةٌ شَرَحَ الْمُنْهَجَ لِلدَّوْدِي رَحِمَهُ اللَّهُ ۱۲۰۸ مَنَّهُ لَهُ
”حضرت زیاد ی فرماتے ہیں کہ جب کسی انسان کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ
چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے واپس فرمادے تو بلند جگہ کھڑا ہو کر سورۃ فاتحہ پڑھے

اور اس کا ثواب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر سیدی احمد بن علوان کی خدمت میں پیش کرے اور کہے سیدی احمد! اے ابن علوان! اگر آپ میری گم شدہ چیز واپس نہ کی، تو میں آپ کا نام دفتر ابوبارے سے حنا سحر کردوں گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے وہ چیز واپس فرمادے گا۔ یہ علامہ اجہودی کا کلام مع اضافہ ہے۔ ایسا ہی حاشیہ شرح منہج از داؤدی میں ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدی زروق رحمہ اللہ تعالیٰ معشی بخاری کا تذکرہ بڑے شاندار انداز میں کیا ہے، فرماتے ہیں، بالجملة مرے جلیل القدر است کہ مرتبہ ادنوق الذکر است داؤد آخر محققان صوفیاست کہ بین الحقیقۃ والشریعتہ جامع بودہ اند و بشاگردی او اجلہ علماء مفتخر و مباہی بودہ اند مثل شہاب الدین القسطلانی و شمس الدین لقانی۔

واو انصیہ البست بطور قصیدہ جیلانیہ کہ بعض آیات ادانیست
أَنَا لِمُؤَيَّدِي جَامِعِ نَشَاتِهِ إِذَا مَا سَطَا جُودُ الزَّمَانِ بِكَتَبَةٍ
وَأَنْ كُنْتُ فِي حَقِيقَةِ كَوْنِي وَخَشْيَةٍ فَنَادَى بِأَدْوَقِ أَمْتِ بِسُوءِ حَقِيقَةٍ
مختصر یہ کہ وہ عظیم الشان شخصیت ہیں جن کا مرتبہ بیان نہیں کیا جاسکتا، وہ
حقیقتی مرقیہ کے آخری بزرگ ہیں جنہوں نے حقیقت و شریعت کو جمع کیا۔
بڑے بڑے علماء مثلاً شہاب الدین قسطلانی اور شمس الدین لقانی نے
ان کی شاگردی پر فخر کیا۔

قصیدہ عنوشیہ کے طریقے پر ان کا قصیدہ ہے، جس کے چند شعر یہ ہیں،

• میں اپنے مرید کے بھرے ہوئے حالات کو جمع کرنے والا ہوں، جب نہانے کی تندی اس پر کوئی مصیبت ڈھادے۔

• اگر تو تنگی، تکلیف اور مشقت میں ہے، تو یا زرق پکار میں فدا آجائو گا۔

اگر ان اشعار کو مشرکاً قرار دیا جائے، تو شاہ عبدالعزیز اور ان کی سند سے وابستہ لوگوں کا کیا حکم ہوگا؟ جو یہ اشعار دھوم دھڑلے سے نقل کر رہے ہیں؟

صاحبِ درمختار کے استاذ علامہ خیر الدین رملی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُهُمْ يَا شَيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ فَهُوَ بَدْعٌ وَإِذَا أُضْئِفَ إِلَيْهِ شَيْءٌ أَكْرَمًا لِلَّهِ فَمَا الْمَوْجِبُ لِحُجْمَتِهِ (إِلَى أَنْ قَالَ) وَوَجْهُهُ التَّكْفِيرُ بِأَنَّهُ طَلَبَ شَيْءٍ لِلَّهِ وَهُوَ جَلٌّ وَعَلَا عَنِ كُلِّ شَيْءٍ وَالْكُلُّ مُحْتَاجٌ إِلَيْهِ وَهَذَا لَا يَحْتَاجُ فِي خَاطِرِ أَحَدٍ فَإِنَّ ذِكْرَهُ تَعَالَى لِلتَّعْظِيمِ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَمِثْلَهُ كَثِيرٌ لَهُ " عامتہ اسمیں کا یا شیخ عبدالقادر کہنا بدع ہے اور جب اس کے ساتھ شئیاً لکھ کا اضافہ کیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم و رضا کے لیے کسی شے کا مطالبہ ہے اس کے حرام ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اس کے کفر قرار دینے کی وجہ یہ بتانی جاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی شے کا مطالبہ ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر شے سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں اور یہ مطلب کسی کے تصور میں بھی نہیں آتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تعظیم کے لیے ہے جیسے اشعار ربانی ہے، فان لله خمسہ (الآیۃ) اس کی مثالیں بہت ہیں۔

دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا

اکابرینِ دہلویہ مثلاً مولانا اشرف علی تھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے پیروی و حجت حاجی امداد علی مہاجر کی علیہ الرحمہ کی مشہور نعت پاک ذیل میں پیش کی جا رہی ہے۔ جس میں سوادِ اعظم اہل سنت کے عقائد کی بھرپور ترجائی ہوتی ہے۔

(شعبہ تحقیق و اشاعت، رضا لائبریری کلیان)

اچھا ہوں یا برا ہوں، غرض جو کچھ بھی ہوں سو ہوں
پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جس دن تم عاصیوں کے شفیع ہو گے پیشِ حق
اس دن نہ بھولنا مجھے زہار یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تم نے بھی گزند لی خبر اس حالِ زار کی
اب جائے کہاں بناؤ تیرا لاجار یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا
کیا غم گرچہ ہوں میں بہت غوار یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کیا ڈر ہے اس کو لشکرِ عسبیاں و جبرم سے
تم سا شفیع ہو، جس کا مددگار یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ہو آستانہ آپ کا اور امداد کی جبین
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

الموسیل

محمد باقر کھوسا رضوی (خازن رضا لائبریری کلیان)

مزارات پر حاضری کا مسنون طریقہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ عالم اسلام کے ایک زبردست امام و فقیہ مصلح و داعی گذرے ہیں جنہوں نے ہر محاذ پر بدعات و خلافات اور منکرات شرعیہ کی بیخ کنی فرمائی نیز امت مسلمہ کی اصلاح و تربیت اور رشد و ہدایت کے سلسلہ میں آپ علیہ الرحمہ کی خدمات جلیلہ کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے آپ علیہ الرحمہ مسلمانوں کو اسلام کے قول و فعل میں جتنا جاگتا دیکھتا چاہتے تھے۔ ذیل میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا وہ فتویٰ دیا جا رہا ہے جس سے مزارات مقدسہ کی حاضری میں ہمیں صحیح رہنمائی حاصل ہوتی ہے اور اس بات کی بھی سخت تردید ہوتی ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے قبر پرستی کو فروغ دیا۔

مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پابندی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر مواجہہ (مقابل) میں کھڑا ہوں اور متوسط آواز یا ادب سلام عرض کریں "السلام علیک یا سیدی و رحمت اللہ وبرکاتہ پھر درودِ غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیت الکرسی ایک بار، سورۃ اخلاص سات بار، پھر درودِ غوثیہ سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۃ الیس اور سورۃ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے الہی اس قرأت پر اتنا ثواب دے جو میرے کرم کے قابل ہے۔ نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میرے طرف سے اس بندہ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لئے دعا کرے اور صاحب مزار کو ہاتھ نہ لگائے نہ بوسہ دے (بوسہ مقبر پر علماء کا اختلاف ہے بعض علماء منع فرماتے ہیں۔ لیکن امام بریلوی احتیاط والا مسلک اپناتے ہوئے منع فرماتے ہیں۔ ع۔ د۔ ر) اور طواف (مزار) بالاتفاق ناجائز اور سجدہ حرام ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم)

اہلسنت و جماعت کلیان مسلمانوں سے اپیل کرتی ہے کہ مزارات مقدسہ پر حاضری اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فتوے کے آئینے میں انجام دیں۔ نیز مزارات شریفہ میں یا اس کے آس پاس ہونے والی بے اعتدالیوں کے خاتمہ کے لئے کوشاں رہیں تاکہ صاحب مزار کے فیوض و برکات سے مستفیض ہو سکیں۔

شعبۂ تحقیق و اشاعت رضی اللہ عنہ

مندرجہ ذیل کتابیں رضوی کتاب گھر میں دستیاب ہیں

۳۶/	فقہی سبلیں	۵۰/	عینۃ الطالبین	۵۵/	بہار کی کتابیں پانچ لکھ کا سیٹ	۵۵/	کشف القلوب
۴۰/	الامین والعلی	۵۰/	بہار اسلام مکمل مجموعہ	۵۰/	سہری ناگن	۵۰/	کشف الخواب
۳۹/	خطبات ربانی اول تا سوم	۵۰/	مسند امام اعظم	۴۰/	طلس مکمل	۴۰/	سیرت رسول شریف
۳۶/	خطبات طلحہ اہلسنت	۵۰/	چار الحق مکمل	۴۰/	شیطان کا کبیلہ	۴۰/	اسی پیشینہ زور مع علاج روحانی
۳۱/	خطبات اعلیٰ	۴۰/	رسائل قصیمہ	۴۰/	رامداد مجسمہ	۴۰/	شامی پیشینہ زور، جلد اول
۴۰/	تحقیق الفتویٰ	۴۰/	مقالات کاملی	۴۰/	نفسوس انگشتی	۴۰/	دوم
۴۰/	لا لزلہ	۴۰/	منہج رجال مصطفائی چار غوثی	۴۰/	فتاویٰ عالمگیری مکمل دس جلد	۴۰/	عائسہ شریعت عقائد اہلسنت
۱۸/	نفاذ درود	۴۰/	منہج العابدین	۴۰/	نہاری شریف	۴۰/	جان جانان
۱۶/	تعلیمی جاعت حقائق و مہلوات	۴۰/	شیخ شہستان رضا مکمل	۴۰/	شعاع الہیات شرح مشکوٰۃ جلد ۲	۴۰/	وسیلہ کی شرعی حیثیت
۱۵/	کے اجالے میں	۴۰/	سایا آخرت	۴۰/	مدارج النبوة مکمل دو جلد	۴۰/	فیضان سنت
۱۵/	حسام الحرمین	۴۰/	ذکر جمیل	۴۰/	مشکوٰۃ شریف	۴۰/	ذکر جمیل
۳۰/	غوث اوری	۴۰/	سرور کوہین کی فصاحت	۴۰/	مکتوبات امام ربانی	۴۰/	حقائق بخشش (نیت دیوان)
۱۵/	زلزلہ	۴۰/	قانون شریعت مکمل جلد	۴۰/	نہایت القاری شرح بخاری جلد ۱ تا ۳	۴۰/	دعویٰ بنسکر
۳۳/	علم القرآن	۴۰/	خطبات خرم مکمل	۴۰/	خصائص الکبریٰ مکمل دو جلد	۴۰/	حیات الشہداء و اولاد
۱۵/	بارہ تقریریں	۴۰/	انوار حدیث	۴۰/	سنن ابن ماجہ شریف	۴۰/	سوانح کریم
۳۰/	درود و فاتحہ پر اعتدافات	۴۰/	فتی زبور	۴۰/	تفسیر فیہ القرآن مکمل سیٹ	۴۰/	سچی مساز
۱۶/	ایمانوں کا سفر	۴۰/	شواہد النبوة	۴۰/	نہایت الالہ	۴۰/	نہایت الالہ
۱۰/	کرامات معابد کرام	۴۰/	تذکرۃ الاولیاء	۴۰/	تحدید اثنا عشری مکمل	۴۰/	انگوٹھے جو سنے کا مسئلہ
۱۰/	اسلام اور چاند کا سفر	۴۰/	فیصل جنت مسئلہ	۴۰/	ریاض الصالحین	۴۰/	حیات البقی
۸/	اسلام اور جدید تجارت	۴۰/	عقائد اسلام	۴۰/	کیسے سعادت	۴۰/	آؤ تحقیق کے آیتے میں
۱۶/	نقش کریم	۴۰/	المجربہ	۴۰/	ارشادات رسول اکرم	۴۰/	تعلیمی جاعت کا فریب
۱۰/	جامع اسلامی	۴۰/	فصل برائی اور بدعت	۴۰/	سنی فضائل اعمال	۴۰/	خصائص رسول
۳۰/	اسلامی عقائد	۴۰/	بے مثل بشر	۴۰/	جامع کرامات اولیاء	۴۰/	مسائل توسل و زیارت
۹/	معلم تفسیر	۴۰/	سیرت غوث اعظم	۴۰/	فیہ خطبات اول تا چہارم	۴۰/	مہمند و سماجی ناول
۸/	خطبات اشرفی	۴۰/	سوانح اعلیٰ حضرت	۴۰/	فتاویٰ رضویہ اول	۴۰/	دل ایک کتبہ
۲۵/	المنہج ہے کے علاوہ آپ تمام	۴۰/	حیات اعلیٰ حضرت	۴۰/	دوم	۴۰/	مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ البیاض
۲۰/	کتابت ہے جسے حاصل کر سکتے ہیں	۴۰/	تعلیمات اعلیٰ حضرت	۴۰/	سوم	۴۰/	اسلام اور امنی قائم
۳۰/	آؤ کے مراد جو حضراتی تم کا آنا فری	۴۰/	میں تقریریں	۴۰/	جہانم	۴۰/	اسلام اور تربیت اولاد
۲۵/	ہے تاکہ آؤ کی تکمیل ہو جائے۔ ایک	۴۰/	خطبات برطانیہ	۴۰/	نظام مصطفیٰ	۴۰/	بادۂ حجاز (نیت دیوان)
۲۵/	روپے کا ڈاک نمٹ بھیج کر نہرست	۴۰/	شریعت اور طریقت	۴۰/	تفسیر فیہ اول تا چہارم	۴۰/	امام احمد رضا نمبر
۲۵/	کتب دیکھ کر ادارہ کا جائزہ لیں	۴۰/	اسلام میں پردہ	۴۰/	قلہ بجاوہر	۴۰/	اذان خطبہ کربان جو
۴۰/	منہج	۴۰/	زبور بر	۴۰/	عوارض العارث	۴۰/	دونہری اختلاف کا نصفانہ جائزہ
۴۰/		۴۰/	تاریخ اولیاء	۴۰/	احکام نماز	۴۰/	خاک حجاز کے نگہبان

رضا پکٹ : رضوی کتاب گھر، پوسٹ بکس نمبر ۱۵، غنی نگر، فیصلہ ضلع بہار